عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۳۰/ جمادی الثانی تا ۶/ رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۹/ اگست تا ۴/ ستمبر ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۳۴

تھوڑی دیر اہل اللہ کے ساتھ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

ختم نبوت اور حفاظتِ دین

دینی مدارس کی اسناد کی حیثیت

www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کرلے تو اس کا شرعی حکم:

س:......اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ عورت قادیانی ہے' عقد کرلیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

ج:......قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے' رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

(الف) اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔ یا

(ب) اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مرتدوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا...... تو ان دونوں صورت میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا' البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرتدہ عورت کو فوراً علیحدہ کردے اور آئندہ کے لئے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے اور اس فعل پر توبہ کرے اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے۔ کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے؟

س:......احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جارہا ہے۔ کیا یہ جبراً اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

ج:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا' اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر تو غور ہوسکتا تھا (اور ہوتا بھی رہا ہے) کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہوگیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان' مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں' تو خود انصاف فرمایئے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کرسکتے ہیں؟ اور ازروئے عقل وانصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر واکراہ کی نہیں' بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار وارادے سے اپنائے ہیں' ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے' نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہئے۔

اب آپ خود ہی فرمایئے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کردینے سے اسلام جاتا رہتا ہے...... اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے' جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔

دین دار انجمن کا امام کافر ومرتد ہے' اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی:

س:......نیو کراچی میں قادیانیوں کی عبادتگاہ مسجد فلاح دارین میں ''دین دار جماعت'' کا قادیانی پیش امام ہے جو بہت چالاک' جھوٹا' مکار اور غاصب ہے' اس نے مکاری سے کئی کوارٹر حاصل کررکھے ہیں اور کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں پر خود قبضہ کررکھا ہے اور کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں کے تالے توڑ کر اپنے پالتو بدمعاشوں کا قبضہ کروا رکھا ہے اور کئی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسجد کے نام سے رقم وصول کی اور مسجد میں لگانے کے بجائے اپنے گھر میں خرچ کی۔ اور اپنے پالتو بدمعاشوں کی سرپرستی اور عیاشی پر خرچ کی۔ براہ کرم آپ یہ بتائیں جن لوگوں نے لاعلمی میں مسجد کے نام پر اس کو رقم دی' اس کا ثواب ان کو ملے گا یا وہ رقم برباد ہوگئی؟ اور ہمارے محلّہ کے کچھ لوگ لاعلمی میں اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب ان کو اس کے قادیانی ہونے کا علم ہوا تو نماز چھوڑ دی' اب لوگ قریبی بلال مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں جو نمازیں ہم لوگ اب تک قادیانی کے پیچھے لاعلمی میں پڑھ چکے ہیں وہ نمازیں ہوگئیں یا ان کی قضا کرنا پڑے گی یا کوئی اور طریقہ ہے؟

ج:......''دین دار انجمن'' قادیانیوں کی جماعت ہے اور یہ لوگ کافر ومرتد ہیں' کسی غیر مسلم کے پیچھے پڑھی گئی نماز ادا نہیں ہوتی۔ جن لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر قادیانی مرتد کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں' وہ اپنی نمازیں لوٹائیں اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ''دین دار انجمن'' کے افراد جہاں جہاں مسلمانوں کو دھوکہ دے کر امامت کررہے ہوں' ان کو مسجد سے نکال دیں' ان کی تنظیم کو چندہ دینا اور ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

ختم نبوة

جلد ۲۲ شمارہ ۱۴ ۳۰/ جمادی الثانی تا ۶/ رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۹/ اگست تا ۴/ ستمبر ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
ترجمان اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر حکیم
سرکولیشن منیجر: محمد انس شاہ
ناظم مالیات: حاجی عبدالناصر شاہ
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ڈیزائنگ: محمد اللہ، محمد فضل الرحمن

اس شمارے میں

اداریہ	4
ختم نبوت اور حفاظت دین (حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ)	6
تھوڑی دیر اہل اللہ کے ساتھ (مولانا محمد یونس نگرامی ندوی)	12
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (ابو شفقت قریشی سہام)	17
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ حیات و خدمات (مولانا اللہ وسایا)	19
دینی مدارس کی اسناد کی حیثیت (مولانا قاری محمد حنیف جالندھری)	23
عالمی خبروں پر ایک نظر	26

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 363-9 یا اکاؤنٹ نمبر 1821-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کا دورۂ جنوبی افریقہ

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کی سمت ایک اہم قدم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمد دامت برکاتہم نے ۱۵/ اگست سے لے کر ۳۱/ اگست تک جنوبی افریقہ کا دورہ کیا جس کے دوران آپ نے جوہانسبرگ' کیپ ٹاؤن' آزادول' نیو کاسل سمیت متعدد شہروں کا دورہ کیا۔ اس دعوتی سفر میں حضرت امیر مرکزیہ کی رفاقت صاحبزادہ عزیز احمد' مفتی محمد جمیل خان' صاحبزادہ سعید احمد اور صاحبزادہ نجیب احمد نے کی۔ حضرت امیر مرکزیہ کے اس دورے کا بنیادی مقصد جنوبی افریقہ کے علمائے کرام' مشائخ عظام' دینی جماعتوں اور دینی مدارس سے وابستہ افراد کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کے لئے نئے سرے سے متحرک کرنا تھا۔ دورے کے دوران آپ نے متعدد دینی مدارس' اسلامک سینٹرز' اسلامک کالج' دینی جماعتوں کے دفاتر اور دیگر دینی اداروں کا دورہ کیا اور علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں۔ الحمدللہ! حضرت کا یہ دورہ کامیاب رہا۔ اس دورے کی رپورٹ تو ایک مکمل مضمون کی متقاضی ہے لیکن سردست ہم ان اہم نکات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں جن کی طرف حضرت کے دورے کے دوران آپ کی معیت میں سفر کرنے والے علمائے کرام نے آپ کی نیابت میں جنوبی افریقہ کے علمائے کرام' دینی مدارس کے طلبا اور ارباب اہتمام اور دینی جماعتوں کے قائدین کی توجہ دلائی۔

علمائے کرام نے کہا کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانے بغیر اسلام پر ایمان مکمل ہی نہیں ہوتا۔ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے آپ کو محمد رسول اللہ قرار دیا تھا۔ اس لئے قادیانی مذہب کی بنیاد ہی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور اسے آخری نبی ماننے پر اٹھائی گئی ہے۔ جنوبی افریقہ کی اعلیٰ عدالت نے بھی قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا فیصلہ صادر کیا تھا جس کے حوالے سے مقامی علمائے کرام' وکلاء اور عام مسلمانوں کی ناقابل فراموش خدمات ہیں۔ اس وقت قادیانیت کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے پوری دنیا کے مسلمانوں بالخصوص علمائے کرام کے اتحاد کی شدید ضرورت ہے۔ قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی جدوجہد انشاء اللہ قادیانیت کے خاتمے پر منتج ہوگی۔

موجودہ عالمی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عیسائی' قادیانی اور یہودی مشترکہ طور پر اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھنی چاہئے اور مظلوم اور محروم طبقہ کی امداد کے لئے خود فلاحی ادارے قائم کرنے چاہئیں۔ امدادی کاموں کو صرف عیسائی' یہودی' قادیانی اور غیر مسلموں کے لئے چھوڑ دینا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ مسلمانوں نے نئی نسل کے دین کی حفاظت نہ کی تو قیامت کے دن مواخذہ سے نہیں بچ سکیں گے۔

انہوں نے کہا کہ عیسائی' قادیانی اور غیر مسلم این جی اوز افریقہ کے عیسائی علاقوں میں محروم اور بے بس عیسائیوں کی امداد نہیں کرتے مگر مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے یہ این جی اوز فوری طور پر امداد کے بہانے پہنچ جاتی ہیں۔ اس سے ان کا مقصد خدمت خلق نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں کو عیسائی اور قادیانی بنانا ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اپنی امدادی تنظیمیں' مسلم اسکولز' تعلیمی ادارے اور مراکز بنانے چاہئیں تاکہ مسلمانوں کو مغربی اور غیر اسلامی تہذیب سے بچا کر ان کے ایمان کی حفاظت کی جاسکے۔

انہوں نے کہا کہ اسلام دین رحمت ہے۔امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ کفار کو دعوت اسلام دیں اور اپنے اخلاق وکردار سے کافروں کو دین کی طرف راغب کریں۔علوم عصریہ کی تعلیم کا انتظام شرعی اصولوں کی روشنی میں کیا جائے اور عصری علوم کو دین کے مطابق ڈھالا جائے تاکہ غیر مسلموں کے اسکول اور قادیانی پروپیگنڈے کے اثرات مسلمان بچوں کو دین سے دور نہ کرسکیں۔امدادی کاموں کی ذمہ داری مسلمان اہل خیر پر ہے۔کافروں کی طرف امداد کے لئے نظر رکھنا اسلامی غیرت وحمیت کے خلاف ہے بالخصوص قادیانیوں سے امداد کی توقع کرنا بے غیرتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک علمائے کرام نے علوم نبویہ کی اشاعت کے لئے قربانیاں دی ہیں۔سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف قرآن وحدیث فقہ اسلامی اور علوم نبویہؐ کے ذریعہ ہی ہم نئی نسل کو اسلام سے مضبوط رشتہ کے ساتھ جوڑ سکتے ہیں۔مسلم نوجوانوں اور بچوں کو عقیدۂ ختم نبوت نزول مسیح علیہ السلام ظہور امام مہدی علیہ الرضوان اور تردید قادیانیت پر اسپیشلائزیشن کرانے کے لئے اسلامک سینٹرز کا قیام عمل میں لایا جائے۔اسلامی عقائد کی تعلیم کو اس دور میں اولیت دی جائے کیونکہ قادیانی اور دیگر غیر مسلم اسلامی عقائد سے ناآشنا مسلمانوں کو گمراہ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔مسلمانوں کو علوم عصریہ کی تعلیم سے آراستہ کرتے ہوئے انہیں مغربی تہذیب اور لادین کلچر سے بچانے کے لئے ہمیں اسلامی اسکول کالج اور یونیورسٹیاں قائم کرنا ہوں گی۔جمعیت علمائے افریقہ کو اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔وفاق المدارس العربیہ جنوبی افریقہ کو دینی مدارس کے تحفظ مزید مدارس کے قیام اور طلباً میں علمی استعداد کو بڑھانے کے لئے اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔علمائے کرام اور طلباً علوم نبویہؐ کی اشاعت کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کردیں۔دینی مدارس دعوت وتبلیغ اور خانقاہوں کے ذریعہ مسلمانوں کی زندگیوں میں دینی انقلاب لانا ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ علوم قرآن وحدیث کا حصول اور اس پر عمل کرنا اور پھر اس کو دعوت وتبلیغ کے ذریعہ دوسرے مسلمانوں تک پہنچانا اور اسلام کی تبلیغ کی راہ میں رکاوٹیں دور کرنے کے لئے قربانی دینا مسلمانوں کی دینی ذمہ داری ہے۔مدارس دینیہ اسلام کے قلعے اور مساجد اسلام کا شعار ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان سے وابستہ رہنا چاہئے تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہے۔دعوت وتبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دین تک پہنچایا جائے تاکہ قیامت تک یہ صدقہ جاریہ جاری رہے۔

جنوبی افریقہ کے علمائے کرام مشائخ عظام اور مسلمانوں نے اس موقع پر حضرت امیر مرکزیہ کو اپنی مکمل حمایت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے انسداد کے لئے اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کردیئے گئے ہیں۔احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کراچی منی آرڈر چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی کاغذ وڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کیا جاچکا ہے۔

نیا سالانہ زرتعاون : ۳۵۰ روپے ہے آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

ختم نبوت اور حفاظت دین

دار العلوم دیوبند میں عقیدۂ ختم نبوت اور حفاظت دین کے موضوع پر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی قدس سرہ' کی ایک اہم تقریر قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کی جا رہی ہے۔

حضرات کرام! آپ میرا حال دیکھ رہے ہیں' بیماری اور ضعف پیری سے نیم جان جسم آپ کے سامنے ہے۔ اس حال میں اپنی حاضری اور آپ حضرات کے درمیان موجودگی کو اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص کا کرشمہ اور اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہوں اور اس اجلاس کے موضوع "ختم نبوت" کی نسبت کی قوت کشش کا ایک ثمرہ۔

زندگی بھر کتاب وقلم سے واسطہ رہنے کے باوجود نہ علم آیا اور نہ قلم' اور اب تو آئے ہوئے علم کے جانے کا زمانہ ہے۔ رات ہی مجھے معلوم ہوا کہ اسی حال میں اتنے اہل علم حضرات کے سامنے اس اہم اجلاس کی پہلی نشست میں مجھے کچھ عرض کرنا ہے تو کوشش کی کہ چند مختصر اشارات قلمبند کرادوں۔

محترم حضرات! نبوت و رسالت' انسان کی سب سے اہم بنیادی اور فطری ضرورت اور راہ سعادت کی طرف اس کی رہنمائی کی تکمیل کا خدائی انتظام ہے جو ابتدائے آفرینش سے چھٹی صدی عیسوی تک تو اس طرح جاری رہا کہ قوموں' علاقوں اور مختلف بنیادوں پر قائم ہونے والے انسانی مجموعوں' معاشروں کے لئے الگ الگ انبیاً ورسل کی بعثت مختلف زمانوں میں ہوتی رہی' پھر چھٹی صدی عیسوی میں جب کہ انسانیت بلوغ کو پہنچ گئی اور حکمت الٰہی کے نظر نہ آنے والے مسلسل عمل کے نتیجہ میں دنیا کے جغرافیائی' تمدنی' مواصلاتی اور ذہنی احوال اس طرح کے ہوگئے کہ پوری دنیا کو ایک رہنمائی کا مخاطب بنانا' اسے ایک ہی مرکز ہدایت سے وابستہ کرنا ممکن ہوگیا اور قیامت کے لئے دین اور دین کے سرچشموں کتاب وسنت کی حفاظت کے اسباب پیدا ہوگئے' تب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مبارک سلسلہ کا خاتم اور عالمین کے لئے مبعوث فرمادیا گیا اور گویا یہ طے کردیا گیا کہ قیامت تک کے آنے والے زمانہ اور پورے کرۂ ارض میں بسنے والے انسانوں میں سے کسی ایک فرد پر اب ایک

مولانا محمد منظور نعمانیؒ

لمحہ بھی ایسا نہیں آئے گا جو نبوت اور اس کے فیضان ہدایت سے خالی ہو' اس پہلو پر غور فرمایا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ختم نبوت اس نعمت عظمیٰ کے انقطاع اور اس کے فیض سے محرومی نہیں بلکہ اس کے دوام و تسلسل کا نام ہے۔

ختم نبوت کا ایک اور پہلو اس لائق ہے کہ اسے اچھی طرح سمجھ کر عام کیا جائے' وہ یہ ہے کہ گزشتہ امتوں کے لئے نئے نبی کی آمد ایک شدید آزمائش ہوا کرتی تھی۔ آنے والے نبی سے پہلے نبیوں کے ماننے والوں میں سے بہت کم لوگ اس کو قبول کرتے اور اس پر ایمان لاتے تھے۔ بڑی تعداد انکار وتکذیب اور کفر کا راستہ اختیار کرکے لعنتی اور جہنمی ہوجاتی تھی۔ سب سے آخری دو عظیم الشان رسولوں ہی کی مثال سامنے رکھ لیجئے۔ اسرائیلی سلسلہ کے آخری رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائے اور احیأ موتی جیسے معجزے لے کر تشریف لائے تو یہودیوں میں سے کتنے ان پر ایمان لائے؟ اور کتنوں نے ان کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دے کر لعنتی اور واجب القتل قرار دیا؟ اور ان کی شرعی عدالت نے ان کو سولی کے ذریعہ سزائے موت دینے کا فیصلہ کیا' اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو نہ مان کر اس وقت کی قریب قریب پوری یہودی امت لعنتی اور جہنمی ہوگئی۔

اسی طرح جب ان کے بعد سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اگرچہ آپ کے بارے میں واضح پیشنگوئیاں تورات وانجیل وغیرہ اگلی آسمانی کتابوں میں موجود تھیں' اس کے باوجود اگلے پیغمبروں اور ان کی اگلی کتابوں کے ماننے والے یہود ونصاریٰ میں سے بس چند ہی نے آپ کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لائے' باقی سب انکار وتکذیب اور کفر کا راستہ اختیار کرکے دنیا میں اللہ کی لعنت اور آخرت میں جہنم کے ابدی عذاب کے مستحق ہوئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

نبوت کا سلسلہ ختم فرما کر اس امت محمدیہ پر یہ عظیم رحمت فرمائی کہ اس کو اس سخت ترین امتحان اور آزمائش سے محفوظ فرمایا اگر بالفرض نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو یقیناً وہی صورت ہوتی جو پہلے ہمیشہ ہوتی رہی تھی۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بہت تھوڑے لوگ آنے والے نبی کو قبول کرتے اور زیادہ تر آپ کے امتی اس کا انکار کر کے (معاذ اللہ) کافر اور لعنتی ہو جاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرما کر اس امت کو ہمیشہ کے لئے کفر اور لعنت کے اس خطرہ سے محفوظ فرما دیا۔ اس لئے یہ ختم نبوت امت محمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین رحمت ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ پیغام الٰہی کی تبلیغ اور اس کو قبول کرنے والوں کی تعلیم و تربیت کے کام کے علاوہ ایک کام یہ بھی تھا کہ ایک ایسی امت تیار کر دیں جو ان تینوں کاموں کو سنبھال لے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کی تعبیر یہ کہہ کر فرمائی ہے کہ بعثت "بعثت مزدوجہ" تھی یعنی آپ کی بعثت کے ساتھ آپ کی امت کی بھی بعثت ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اس طرف اشارے بھی آئے ہیں کہ آپ کے بعد اللہ تعالیٰ آپ کی امت میں وقتاً فوقتاً ایسے بندے پیدا فرماتا رہے گا جو آپ کے لائے ہوئے دین کی حفاظت و اشاعت اور اس کی صفائی و آبیاری کی خدمت انجام دیتے رہیں گے۔ آپؐ کے ایک ارشاد کے الفاظ ہیں:

"ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا."

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

"یحمل ھذا العلم عن کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین."

ایک اور ارشاد کے الفاظ ہیں:

"لکل قرن سابق."

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

"بدا الاسلام غریباً وسیعود غریباً فطوبیٰ للغرباء قیل من الغرباء یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ؟ قال الذین یصلحون ما افسد الناس من امتی."

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سب ارشادات کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دور میں آپ کی امت میں ایسے افراد پیدا فرماتا رہے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت و اشاعت اور تجدید و صفائی کا کام کرتے رہیں گے۔

گزشتہ چودہ سو سال میں دین کی جو خدمات ہوئی ہیں وہ دراصل انہی ارشادات نبویؐ کی عملی تطبیق ہیں۔

محققین کا خیال ہے کہ ہزارۂ دوم کے آغاز سے اس عظیم کام کا خصوصی مرکز حکمت الٰہی نے سرزمین ہند کو بنایا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سے یہاں اس زریں سلسلہ کا آغاز ہوا۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے جو بڑے بڑے کام لئے ان میں اکبر کے دین الٰہی کا خاتمہ سرفہرست ہے جو ایسا فنا ہوا کہ اب تلاش کرنے سے اس کا ذکر صرف تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ توحید و سنت کی اشاعت، مشرکانہ رسوم و بدعات کے خلاف جہاد، تزکیہ و احسان کے صاف ستھرے نظام کی ترویج، بگڑے ہوئے تصوف کی بیخ کنی اور فتنہ سے اس دور کے مسلمانوں کو بچانے کی جدوجہد ان کے چند اہم تجدیدی کارنامے ہیں۔

ان کے بعد یہ امانت بارہویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی، ان کے زمانے میں ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں پر سخت حالات تھے باہمی تفرقہ و انتشار بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر اصرار کی وجہ سے مسلمانوں کے مختلف حلقوں اور مکاتب فکر کی صلاحیتیں باہم ایک دوسرے کی تردید و تضلیل ہی پر صرف ہو رہی تھیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام کام کئے جن سے ملت اسلامیہ ہندیہ کی تعمیر نو ہو سکے اور اس کی صفوں میں اتحاد اور قدموں میں ثبات پیدا ہو اور ذوق و مزاج عملی اور مثبت ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے وقت کے فتنوں اور اسلام کو درپیش داخلی و خارجی خطروں پر کڑی نظر رکھی۔ یہاں خاص طور پر اس سلسلہ میں ان کے کام کا حوالہ دیا جا سکتا ہے، انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود دو کتابیں تصنیف کیں "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" بلکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس رسالہ کا عربی ترجمہ بھی کیا جو انہوں نے اس سلسلہ میں علماء خراسان کے فتوے کی تائید میں لکھا تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متصلاً بعد ان کے صاحبزادہ گرامی شاہ عبدالعزیزؒ کا زمانہ آیا، اس زمانہ کے حالات کا اندازہ آپ جیسے اہل علم و نظر حضرات صرف اس سے لگا سکتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے زمانہ میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا، لیکن اپنے تمام دوسرے کاموں کے

ساتھ جن میں رجال کار کی تیاری کا کام سب سے زیادہ اہم تھا' انہوں نے بھی فتنہ سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے کتاب تصنیف فرمائی جو انشاء اللہ اس راہ میں قیامت تک مسلمانوں کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

پھر حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اپنے تمام کاموں کے ساتھ جن میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے میدان کارزار کا جانا سرفہرست ہے' شرک و بدعات کی بیخ کنی کا کام پورے اہتمام کے ساتھ جاری رکھا۔

پھر وہ وقت آیا کہ مغلیہ حکومت کا اگرچہ کچھ نام باقی تھا لیکن فی الحقیقت وہ ختم ہو چکی تھی۔ اس کی جگہ "ایسٹ انڈیا کمپنی" کا اقتدار قائم ہو چکا تھا اس وقت مسلمانوں کی سیاسی مغلوبیت اور کمزوری کے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر عیسائی مبلغین کی ایک فوج میدان میں آ گئی' انہوں نے سمجھا تھا کہ اس وقت مسلمانوں کو عیسائی بنالینا آسان ہو گا' انہوں نے تحریر و تقریر سے تبلیغی مہم وسیع پیمانے پر شروع کر دی تو ہمارے سلسلہ کے اکابر میں سے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور دیگر علمائے کرام نے ایسا مقابلہ کیا' جس نے عیسائی مبلغین کو ہمیشہ کے لئے پسپا اور خاص کر مسلمانوں کی طرف سے مایوس کر دیا' اس کے کچھ ہی بعد سوامی دیانند کی آریہ سماجی تحریک وجود میں آئی' انہوں نے بھی اسلام اور مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنایا۔ حضرت نانوتویؒ نے تحریر و تقریر سے اس کا بھی مقابلہ کیا۔

اسی دور میں یورپ کے سیاسی غلبہ اور اقتدار کے نتیجہ میں عقلیت اور روشن خیالی کے خوبصورت ناموں سے دہریت اور نیچریت کا فتنہ اٹھا' اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے حضرت نانوتویؒ نے اس طرف بھی خاص توجہ فرمائی اور اپنی تصانیف اور تقریروں سے ثابت کیا کہ اسلام کے تمام بنیادی عقائد و مسائل عقل و فطرت کے عین مطابق ہیں' اور جو اسلام کے خلاف ہے وہی 'خلاف عقل و فطرت ہے۔

پھر ان خارجی حملوں اور فتنوں کے دفاع اور مقابلہ کے ساتھ ضلالت کے خلاف بھی آپ نے لسانی اور قلمی جہاد کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کی مستقل تصنیف اور اس موضوع سے متعلق آپ کے مکتوبات حضرات اہل علم کے لئے قابل مطالعہ ہیں۔ اس کے علاوہ تعلیمات نبویؐ اور دین کی حفاظت و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے دینی مدارس کے قیام کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی۔ علیٰ ہذا۔

آپ کے رفیق خاص حضرت گنگوہیؒ نے بھی عمر بھر داخلی فتنوں اور گمراہیوں اور مشرکانہ رسوم و بدعات سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے جدوجہد فرمائی' اور اس کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھا' انہی کے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ شروع ہوا۔ ابتداء میں جب تک حضرتؒ کے علم میں اس کی وہ باتیں اور دعوے نہیں آئے تھے جن کی وجہ سے اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا فرض و واجب ہو گیا' اس وقت تک آپ نے احتیاط فرمائی' لیکن جب اس کے ایسے دعوے سامنے آئے' جن کے بعد کف لسانی کی بھی گنجائش نہ رہی تو حضرت نے اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کے بعد ان کے تلامذہ و مسترشدین' حضرت شیخ الہندؒ' حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ' حکیم الامت حضرت تھانویؒ' پھر ان کے تلامذہ و مسترشدین' حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ' حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ' حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ' حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ' حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) یہ سب حضرات بھی اپنے اکابر و اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خارجی حملوں اور داخلی فتنوں سے دین کی حفاظت' علوم نبوی کی اشاعت' امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور امت کی اصلاح و ارشاد کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اس وقت بھی ہم میں بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے' جنہوں نے ان اکابر کی دینی غیرت و حمیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے' ہم شہادت دیتے ہیں کہ کوئی بڑی سے بڑی مصلحت ان حضرات کو کسی فتنے سے سمجھوتہ اور کسی زیغ و ضلال کو نظر انداز کرنے اور اس سے چشم پوشی پر آمادہ نہیں کر سکتی تھی۔ بارہا ہم نے دیکھا اور تجربہ کیا کہ ہمارے یہ اکابر کسی مسئلہ کی طرف بڑی شدت سے متوجہ ہوئے جو ہم جیسے کوتاہ نظروں کی نگاہ میں اس شدت کا مستحق نہیں تھا' لیکن تھوڑے ہی دن بعد سامنے آ گیا کہ ہم جس فتنہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے یا اس کو دین میں رخنہ اور فتنہ ہی نہیں سمجھ رہے تھے' وہ دین کے لئے ایسے زہریلے برگ و بار لایا کہ الامان والحفیظ!

یہ اجلاس تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے بلایا گیا ہے اور یہی اس کا اصل موضوع اور مقصد ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے استاذ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ سے (خاص طور سے دارالعلوم دیوبند کی صدارت تدریس کے دور میں) اللہ تعالیٰ نے جو کام لیا اور اس کے بارے میں ان کا جو حال تھا میں مناسب بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر آپ حضرات کے سامنے اس کا کچھ ذکر کروں' میں اس کا عینی شاہد ہوں۔

اس وقت میں اس سلسلہ کی حضرت کی تصانیف اوران کی علمی عظمت واہمیت کا ذکر نہیں کروں گا۔ اسی طرح حضرت کی توجہ اور فکر مندی سے آپ کے تلامذہ کی جو ایک بڑی تعداد قادیانی فتنہ کے خلاف تحریر وتقریر کے ذریعہ علمی جہاد کے لئے تیار ہو کر میدان میں آ گئی تھی اس کا بھی ذکر نہیں کروں گا' بس چند واقعات ذکر کروں گا' جن سے اس فتنہ کے بارے میں حضرت کی شدت احساس اور قلبی اضطراب کا کچھ اندازہ لگایا جا سکے گا۔

میں ۱۳۴۵ھ میں یہاں (دارالعلوم دیوبند میں) دورۂ حدیث کا طالب علم تھا' یہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت کی صدارت وتدریس اور درس حدیث کا آخری سال تھا' جس دن دورۂ حدیث کے طلبہ کا سالانہ امتحان ختم ہوا اس دن حضرت نے بعد نماز عصر مسجد میں دورہ سے فارغ ہونے والے طلبا سے خصوصی خطاب فرمایا' وہ گویا ہم لوگوں کو حضرت کی آخری وصیت تھی۔ اس میں دوسری اہم باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ ہم نے اپنی عمر کے پورے تیس سال اس میں صرف کئے کہ یہ اطمینان ہو جائے کہ فقہ حنفی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ الحمدللہ فیما بیننا وبین اللہ اس پر پورا اطمینان ہو گیا کہ فقہ حنفی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ اگر کسی مسئلہ کے خلاف کوئی حدیث ہے تو کم از کم اسی درجہ کی حدیث اس کی تائید اور موافقت میں موجود ہے۔ لیکن اب ہمارا احساس ہے کہ ہم نے اپنا یہ وقت ایسے کام پر صرف کیا جو زیادہ ضروری نہیں تھا' جو کام زیادہ ضروری تھے ہم ان کی طرف توجہ نہیں کر سکے' اس وقت سب سے زیادہ ضروری کام دین کی اور امت کی فتنوں سے حفاظت ہے' جو بلاشبہ فتنۂ ارتداد ہے' میں آپ لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ ان فتنوں سے امت کی اور دین کی حفاظت کے لئے اپنے کو تیار کریں' یہ اس وقت کا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ آپ اس کے لئے اردو تحریر وتقریر میں مہارت پیدا کریں اور جن کے لئے انگریزی میں مہارت حاصل کرنے کا امکان ہو وہ انگریزی میں مہارت پیدا کریں۔ ملک کے اندر ان فتنوں کا مقابلہ اردو میں کیا جا سکتا ہے اور ملک کے باہر انگریزی کے ذریعہ۔ حضرت الاستاذ قدس سرہٗ سے یہ ارشاد سنے ساٹھ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ الفاظ میں تو یقیناً فرق ہوگا' لیکن اطمینان ہے کہ حضرت کا پیغام اور ہم لوگوں کو وصیت یہی تھی۔

حضرت اپنے خطابات اور تقریروں میں قادیانی فتنہ پر گفتگو فرماتے ہوئے اکثر صدیق اکبرؓ کے اس غیر معمولی حال اور اضطراب کا ذکر فرماتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد کے فتنوں خاص کر نبوت کے مدعی مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے سلسلے میں آپؓ پر طاری تھا' ہم لوگ محسوس کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قادیانی فتنہ کے بارے میں کچھ اسی طرح کا حال ہمارے حضرت الاستاذ پر طاری فرما دیا تھا۔

یہاں میں فتنۂ قادیانیت کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب سے متعلق ریاست بہاولپور کے تاریخی مقدمہ کا واقعہ بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ یہ مقدمہ بہاولپور کی جج کی عدالت میں تھا' ایک مسلمان خاتون نے دعویٰ کیا تھا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا اس نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا تھا' بعد میں معلوم ہوا کہ وہ قادیانی ہے' اس لئے وہ کافر ہے' عدالت میرے اس نکاح کو فسخ اور کالعدم قرار دے۔ بہاولپور کے علمائے کرام نے اس مقدمہ کی پیروی کا فیصلہ کیا' اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کو بھی دعوت دی گئی کہ وہ تشریف لائیں اور عدالت میں بیان دیں۔ اس وقت حضرت مریض اور مرض کی وجہ سے بہت ضعیف ونحیف تھے' بالکل اس لائق نہ تھے کہ بہاولپور تک کا طویل سفر فرمائیں' لیکن آپ نے اسی حال میں تشریف لے جانے کا فیصلہ فرمایا (میں نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے' جس سے نجات کی امید ہو' شاید اس حال میں یہ سفر ہی میری نجات ومغفرت کا وسیلہ بن جائے) بہرحال تشریف لے گئے اور جا کر عدالت میں بڑا معرکۃ الآراء بیان دیا' دوسرے چند حضرات علمائے کرام کے بھی بیانات ہوئے۔ خاص کر حضرت شاہ صاحب کے بیان نے فاضل جج کو مطمئن کر دیا کہ قادیانی ختم نبوت کے انکار اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج کافر مرتد ہیں۔ انہوں نے بہت مفصل فیصلہ لکھا' دعویٰ کرنے والی مسلم خاتون کے حق میں ڈگری دی اور نکاح فسخ اور کالعدم قرار دیا۔ فاضل جج کا یہ فیصلہ قریباً ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب کی شکل میں اسی زمانہ میں "فیصلہ مقدمہ بہاولپور" کے نام سے شائع ہو گیا تھا۔ اس کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بڑی بنیاد حضرت شاہ صاحب کا بیان تھا۔ برطانوی حکومت کے دور میں یہ پہلا عدالتی فیصلہ تھا جس میں قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

فتنۂ قادیانیت کے اسی سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت شاہ صاحب کے جلال کا بھی سن لیجئے۔ دورۂ حدیث کے ہمارے ہم سبق طلبا میں ضلع اعظم گڑھ کے بھی چند حضرات تھے۔ اسی زمانے میں ضلع اعظم گڑھ کے ایک صاحب جو قادیانی تھے' سہارنپور میں حکومت کے کسی بڑے عہدہ پر آ گئے' وہ ایک دن اپنے ہم ضلعی اعظم گڑھی طلبا سے ملنے کے لئے (لیکن فی الحقیقت ان کو جال میں پھانسنے کے لئے) دارالعلوم آئے' ان

طلباء نے ان کی اچھی خاطر مدارت کی' وہ فکار کے بہانے ان میں سے بعض کو اپنے ساتھ بھی لے گئے جو رات کو دارالعلوم واپس آئے۔ حضرت شاہ صاحب کو کسی طرح اس واقعہ کی اطلاع ہوگئی۔ حضرت کو ان طلباء کی اس دیدہ دلیری پہ جتنی سے سخت قلبی اذیت ہوئی' ان طلباء کو اس کا علم ہوا تو ان میں سے ایک سعادت مند طالب علم غالباً معافی مانگنے کے لئے حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے' حضرت پر جلال کی کیفیت طاری تھی۔ قریب میں چھڑی رکھی تھی اس سے ان کی خوب پٹائی کی (یہ فاروقی شدت فی امر اللہ کا ظہور تھا) ہمارے وہ ہم سبق طالب علم بڑے خوش اور مسرور تھے اور اس پر فخر کرتے تھے کہ ایک غلطی پر حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ سے پٹنے کی سعادت ان کو نصیب ہوئی' جو حضرت کے ہزاروں شاگردوں میں سے غالباً کسی کو نصیب نہ ہوئی ہوگی' کیونکہ حضرت فطری طور پر بہت ہی نرم مزاج تھے' ہم نے کبھی ان کو غصے کی حالت میں نہیں دیکھا۔

آخر میں اپنا ایک ذاتی واقعہ ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ میرے اصل آبائی وطن سنبھل سے قریباً چودہ میل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے' اس موضع میں چند دولت مند گھرانے تھے' والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے ان لوگوں کے تجارتی اور کاروباری تعلقات تھے' جس کی وجہ سے ان کی آمد و رفت رہتی تھی۔ میں جب شعبان ۱۳۴۵ھ کے اواخر میں دارالعلوم کی تعلیم سے فارغ ہو کر مکان پہنچا تو میرے بڑے بھائی صاحب نے بتلایا کہ اس موضع والوں کے کوئی رشتہ دار امروہہ میں ہیں جو قادیانی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ برابر وہاں آتے ہیں اور قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں اور لوگ متاثر ہو رہے ہیں اور سنا ہے کہ اس کا خطرہ ہے کہ بعض لوگ قادیانی ہو جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ وہاں چلنا چاہئے' آپ پروگرام بنائیے۔ (میرے یہ بھائی صاحب مرحوم عالم تو نہیں تھے' لیکن اللہ تعالیٰ نے دین کی بڑی فکر عطا فرمائی تھی)۔ چند روز کے بعد انہوں نے بتلایا کہ معلوم ہوا ہے کہ امروہہ کا وہ قادیانی (جس کا نام عبدالسمیع تھا) فلاں دن وہاں آنے والا ہے۔ بھائی صاحب نے اس سے ایک دن پہلے پہنچنے کا پروگرام بنایا' رمضان المبارک کا مہینہ تھا' ہم اپنے پروگرام کے مطابق پہنچ گئے۔ لوگوں سے ہم نے باتیں کیں تو اندازہ ہوا کہ بعض لوگ بہت متاثر ہو چکے ہیں' بس اتنی ہی کسر ہے کہ ابھی باقاعدہ قادیانی نہیں ہوئے ہیں۔ جب ہم نے قادیانیت کے بارے میں ان لوگوں سے گفتگو کی تو انہوں نے بتلایا کہ امروہہ سے عبدالسمیع صاحب آنے والے ہیں' آپ ان کے سامنے یہ باتیں کریں' ہم نے کہا یہ تو بہت ہی اچھا ہے' ہم ان سے بھی بات کریں گے اور ان کو بھی بتلائیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کیسا آدمی تھا اور اس کو نبی ماننا گمراہی کے علاوہ کتنی بڑی حماقت ہے۔ اس گفتگو ہی کے درمیان وہاں کے ایک صاحب نے (جو کچھ پڑھے لکھے) اور عبدالسمیع کی باتوں سے زیادہ متاثر تھے' بتلایا کہ وہ تو مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی سے مناظرہ کر چکا ہے اور امروہہ کے سب بڑے بڑے عالموں سے بحث کر چکا ہے اور سب کو لاجواب کر چکا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ بات سن کر میں بڑی فکر میں پڑ گیا اور دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہوا کہ وہ اپنی تجربہ کاری اور چرب زبانی سے لوگوں کو متاثر کرنے میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میری مدد اور انجام بخیر فرمائے' میں اسی حال میں سو گیا' خواب میں حضرت استاذ قدس سرہ کو دیکھا۔ آپ نے کچھ فرمایا' جس سے دل میں اعتماد اور یقین پیدا ہو گیا کہ بڑے سے بڑا کوئی قادیانی مناظر آجائے تب بھی میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ حق کو غالب اور اس کو مغلوب فرمائے گا' اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو الحمدللہ میرے دل میں وہی یقین و اعتماد تھا' لیکن امروہہ سے وہ قادیانی عبدالسمیع نہیں آیا۔ ہم نے کہا کہ اب جب بھی وہ آئے تو ہم کو اطلاع دیجئے' ہم انشاء اللہ آئیں گے۔ اس کے بعد ہم نے لوگوں کو بتلایا اور سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا یا کسی دعویٰ کرنے والے کو نبی ماننا صریح کفر و ارتداد ہے اور مرزا قادیانی کے بارے میں بتلایا کہ وہ کیسا آدمی تھا' ہم بفضلہ تعالیٰ وہاں سے اس اطمینان کے ساتھ واپس ہوئے کہ انشاء اللہ اب یہاں کے لوگ اس قادیانی کے جال میں نہیں آئیں گے۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے دکھایا اس کو میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت اور حضرت شاہ صاحب کی کرامت سمجھا۔

محترم حضرات! حضرت شاہ صاحب کے یہ چند واقعات تو میں نے صرف اس لئے بیان کئے کہ اس دارالعلوم دیوبند کے اکابر میں اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے تحفظ کا اور قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کا سب سے زیادہ کام انہی سے لیا۔ ورنہ میں تاریخی تسلسل کی روشنی میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے اس سلسلہ مجددی ولی اللہی اور سلسلہ قاسمی و گنگوہی کی ایک خصوصیت بتوفیق خداوندی ہر قسم کے فتنوں اور ہر قسم کی تحریف سے دین اور امت کی حفاظت اور اس سلسلہ میں پوری بیداری' ہوشیاری اور صلابت و صراحت رہی ہے۔ ہمیں یہ فکر ہونی چاہئے کہ یہ مزاج اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ زندہ اور قائم رہے اور ہماری ان نسلوں کو منتقل ہو جو ہمارے مدارس میں تیار ہو رہی ہیں۔

میں اس موقع پر آپ حضرات سے اپنا یہ

احساس عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ وقت کا بہت اہم مسئلہ یہ ہے کہ امت کے عوام ہی میں نہیں بلکہ ان میں جن کو خواص سمجھا جاتا ہے ایک بڑی تعداد ہے جو دین کے بنیادی عقائد و حقائق کے بارے میں بھی تسامح' تساہل اور چشم پوشی کے رویہ کو اچھے اچھے نام دے کر اختیار کرتی جارہی ہے۔ خطرہ یہ ہے کہ وہ ایمانی غیرت وحمیت اور وہ دینی حس جو اکثر بڑے بڑے فتنوں کے مقابلہ میں محافظین دین کی مددگار رہتی ہے کہیں وہ اتنی مضمحل نہ ہوجائے کہ پھر اس کے بعد آپ کو دوطرفہ کام کرنا پڑے ایک تو آپ کو ان فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑے اور دوسری طرف امت کو بلکہ ان کے خواص کو اس بات پر مطمئن کرنے پر اپنی توانائی صرف کرنی پڑے کہ عقیدہ اور دین پر کسی اور شے کو مقدم کرنا ہمارے دین کے خلاف ہے۔

اگر یہ اجلاس ختم نبوت کے خلاف ہونے والی صریح اور پوشیدہ بغاوتوں اور اسی طرح دوسرے فتنوں کے مقابلہ کے لئے اپنے اکابر و اسلاف کی روایات کو زندہ کرنے کی کوشش کا نقطۂ آغاز بن جائے اور مدارس کے فضلاء کی ایسی جامع تربیت کا ایسا پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کردے جس کے ذریعہ انہیں دین کی حفاظت اور فتنوں کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جائے تو میرے خیال میں یہ اجلاس کی افادیت کا ایک عملی ثبوت ہوگا۔

آخری کلمہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام ہے۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولاتجعلنا منھم.

☆☆......☆☆

امریکی رسالے نیوز ویک میں توہین قرآن پرمبنی مضمون کی اشاعت پر پاکستان میں اس اشاعت پر پابندی

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) حکومت پاکستان نے معروف امریکی جریدے نیوز ویک کے شمارے میں توہین قرآن پر مشتمل مضمون کی اشاعت پر اس شمارے کو ضبط کرلیا ہے۔ وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد نے صحافیوں کو بتایا کہ نیوز ویک کے مذکورہ شمارے کے صفحہ نمبر ۴۰ پر شائع ہونے والے مضمون میں قرآن پاک کے بارے میں انتہائی نازیبا ریمارکس دیئے گئے ہیں جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہوسکتے ہیں۔

®
HB
TRUSTABLE
MARK
®
Hameed
BROS
JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

تھوڑی دیر اہلِ حق کے ساتھ

☆......مشہور نامور اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ایک مرتبہ اپنے گھر تشریف لائے تو اپنی بیوی سے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ پیسے ہوں تو انگور خریدوں؟ انہوں نے فرمایا: میرے پاس تو نہیں ہے' لیکن آپ اتنے جلیل القدر خلیفہ ہو کر بھی انگور نہیں خرید سکتے ہیں؟ اس پر عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: ہاں! میرے لئے یہ بات راحت بخش ہے' بہ نسبت اس کے کہ کل میں خیانت کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جاؤں۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی جدید ص:۲۳۵)

☆......صبح ہی سے پورا مدینہ رنج و غم میں ڈوبا ہوا ہے' عوام اشکبار ہیں کہ آج امام دارالہجرۃ حضرت مالک بن انسؒ کو خلیفہ وقت کے حکم سے کوڑے لگائے جارہے ہیں۔

امام کا کہنا ہے کہ خلافت کسی کو کیسے حق ہے۔ منصور نے جبراً بیعت لی ہے اللہ جبراً اقرار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر کسی سے جبراً طلاق دلائی جائے تو واقع نہ ہوگی۔ (مالکی فقہ میں جبری طلاق درست نہیں ہے لیکن احناف کے نزدیک طلاق جبریہ واقع ہو جائے گی' ہدایہ میں ہے کہ جس شخص پر جبر ہو رہا ہے گویا کہ اس نے دو صورتوں میں سے ایک کو اختیار کیا ہے اور اختیار رضامندی کی علامت ہے۔ ہدایہ ج:۲)

منصور کے آدمی چاہتے ہیں کہ امام فتویٰ نہ دیں' ہو سکتا ہے کہ لوگ بیعت جبری کا انکار کر دیں۔ مگر امام صاحب کے نزدیک مسئلہ ثابت تھا۔ اس کے خلاف کیسے فتویٰ دیتے' چنانچہ خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ امام دارالہجرۃ کو ستر کوڑے لگائے جائیں۔

مدینہ کا ایک دوسرا رخ تاریخ کو یوں دکھاتا ہے کہ حضرت امام مالک بن انسؒ مدینہ کی گلیوں میں کبھی گھوڑے اور خچر پر اس لئے سوار نہیں ہوئے کہ

مولانا محمد یونس نگرامی ندوی

جو زمین نبی اکرم کے قدم مبارک سے مشرف ہوئی ہے' اس کو جانوروں کے سموں سے کیسے روندا جائے؟ لیکن آج اسی مبارک بدن پر کوڑے پڑ رہے ہیں اور تمام بدن خون سے لہولہان ہو گیا ہے اور دونوں ہاتھ کے مونڈھے اتر گئے ہیں۔ خلیفہ کا حکم ہوا ہے کہ اونٹ پر بٹھا کر ان کی تشہیر کرو۔ امام مالکؒ مجرموں کی طرح باندھ کر مدینہ میں گھمائے جارہے تھے' لیکن زبان پر یہ الفاظ ہیں:

"فمن عرفني فقد عرفني
ومن لا يعرفني فانا مالك بن
انس اقول طلاق المكره ليس
بشئي."

"جو نہیں جانتا ہے وہ جان لے کہ میں مالک بن انس اس بات کا فتویٰ دیتا ہوں کہ جبری طلاق کچھ بھی نہیں ہے۔"

☆......سلیمان بن داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارکؒ سے دریافت کیا کہ دنیا میں سچ اور کام کے لوگ کون ہیں؟ عبداللہ بن مبارک نے ارشاد فرمایا: علماء۔

سلیمان بن داؤد نے دریافت کیا کہ دنیا میں بادشاہ و امراء کون حضرات ہیں؟ عبداللہ بن مبارکؒ نے جواب دیا کہ دنیا کی حکمرانی و بادشاہت تو زاہدوں کے پاس ہے۔

نعیم بن حماد فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارکؒ جب بھی کتاب الرقاق کا مطالعہ کرتے تھے تو ان کی حالت ایک ذبح کی ہوئی گائے کی طرح ہوتی تھی' ان پر اس قدر گریہ وزاری طاری ہوتی کہ ہم میں سے کسی کی ہمت ان کے قریب جانے کی نہ پڑتی تھی۔

ابن عیینہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرامؓ کی زندگی کا مطالعہ کیا' پھر عبداللہ بن مبارکؒ کی زندگی پر غور کیا تو مجھ کو ان دونوں زندگیوں میں سوائے اس کے کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ رہے اور آپؐ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور کوئی فرق نظر نہ آیا (یعنی کمال مشابہت تھی' یہ اتباع صحابہ کا درجہ کمال ہے)۔ (صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ج ۳ ص:۱۱۲ تا ۱۱۵)

☆......امام فضلوؒ فرماتے ہیں: مجھے عباس بن وزیر نے بتایا کہ ایک روز ہم لوگ مامون کے پاس بیٹھے تھے تو ان کو چھینک آئی لیکن ہم میں سے کسی نے دعائیہ کلمات نہیں کہے' ہم لوگوں کے اس فعل پر ان کو اعتراض ہوا اور کہنے لگے کہ تم لوگوں نے اس سنت کو کیوں ترک کردیا؟ میں نے جواب دیا: اے امیر المومنین! ہم لوگوں نے آپ کی تعظیم کا خیال کرتے ہوئے ایسا نہیں کیا' اس پر مامون نے کہا: میں ان بادشاہوں میں سے نہیں ہوں جو دعاؤں سے بے نیاز ہیں۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی طبع جدید ص:۳۱۴)

☆......حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس بڑی پُر اثر ہوتی تھی' قلوب پر ایک خاص کیفیت طاری ہوجایا کرتی تھی۔ ذیل میں حضرت شیخؒ کے کچھ ارشادات منقول ہیں:

"اپنے بیدار ہونے کو موت کے بعد کے لئے نہ چھوڑو کہ اس وقت کی بیداری مفید نہیں۔ ہمیشہ یہ سوچتے رہو کہ تمہاری عمر میں صرف یہی ایک دن باقی رہ گیا ہے' اس لئے آخرت کے واسطے تیار رہو۔ قناعت اختیار کرو کیونکہ قناعت کا خزانہ کبھی ختم نہ ہوگا۔" (الفتح الربانی)

☆......حضرت امام فخر الدین رازیؒ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے' انہوں نے تقریباً ہر موضوع پر کتاب لکھی ہے' ان کی تفسیر "تفسیر کبیر" خاص اہمیت رکھتی ہے۔

امام صاحبؒ کا عہد اور سلطان شہاب الدین غوری کا زمانہ ایک ہی تھا' ایک مرتبہ برسر منبر وعظ کہتے ہوئے امام صاحب نے شہاب الدین غوری سے کہا:

"اے دنیا کے بادشاہ نہ تیری سلطنت باقی رہے گی اور نہ رازی کا تملق وتفاق' ہم سب کو خدا کے پاس واپس جانا ہوگا۔"

راوی کا بیان ہے کہ شہاب الدین غوری یہ سن کر دیر تک روتا رہا۔ (روضۃ الطیبہ ص:۷۰)

امام صاحب ہی کا ایک دوسرا واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہرات تشریف لے آئے تو ایک مرد صالح سے ملاقات ہوئی' اس نے آپ سے کہا: آپ کا سرمایہ فخر علم ہے' لیکن خدا کی معرفت آپ نے کیسے حاصل کی؟ امام صاحب نے فرمایا: سو دلیلوں سے' اس مرد صالح نے کہا کہ دلیل کی ضرورت تو شک کے زائل کرنے کے لئے ہوتی ہے' لیکن خدا نے میرے دل میں ایسی روشنی ڈال دی ہے کہ اس کی وجہ سے میرے دل میں شک کا گزر ہی نہیں ہوسکتا کہ مجھ کو دلیل کی ضرورت ہو' امام صاحب کے دل میں اس کلام نے اثر کیا اور اسی مجلس میں اس مرد صالح کے ہاتھ پر توبہ کی اور خلوت نشین ہوگئے۔ راوی کا کہنا ہے کہ یہ مرد صالح شیخ نجم الدین کبریٰ" تھے۔ (مفتاح السعادۃ ج:۱ ص:۴۵۰'۴۵۱)

☆......ایک مرتبہ ابو حازمؒ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں تشریف لائے تو حضرت عمرؒ نے فرمایا کہ کچھ نصیحتیں فرمایئے۔ ابو حازمؒ نے جواب دیا:

"اے خلیفہ! لیٹ جاؤ اور یہ تصور کرو کہ موت تمہارے سر پر کھڑی ہے' پھر یہ غور کرو کہ تم اس وقت کیا پسند کرو گے' بس اسی چیز کو پکڑلو اور جس چیز کو موت کے وقت ناپسند کرو' اس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دو' ہوسکتا ہے کہ قیامت قریب ہو۔" (منقول از خصارۃ الاسلام شمارہ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ ص:۱۵۰)

☆......حضرت معاویہؓ کی فرمائش پر حضرت ضرار بن ضمرہؓ نے ان کے سامنے حضرت علیؓ کے حالات بتاتے ہوئے فرمایا:

"اے امیر المومنین! حضرت علیؓ اس دنیا اور اس کی جگمگاہٹ کو ناپسند کرتے تھے' رات کی تاریکی سے محبت تھی' ہمیشہ موٹا پہنتے اور موٹا کھاتے۔ میں نے اکثر ان کو دیکھا کہ جب رات ڈھلنے پر ہوتی اور ستارے ڈوبنے کے قریب ہوتے تو وہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے اور بے چینی کی حالت میں روتے ہوئے فرماتے: "اے دنیا تو میرے پاس آئی ہے' حالانکہ میں تجھ کو تین طلاقیں دے چکا ہوں' جا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکے میں ڈال' تیری عمر بہت تھوڑی ہے' تیرا عشق بہت حقیر ہے' لیکن تیرا فتنہ بہت بڑا ہے' ہائے افسوس کہ زادِ راہ کچھ بھی نہیں ہے' سفر طویل ہے اور راستہ نامانوس ہے۔"

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر حضرت امیر معاویہؓ اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر

ہوگئی۔ (صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ج۱ص:۱۴۲)

☆...... ایک مرتبہ ابن سماکؒ ہارون رشیدؒ کے دربار میں تشریف لائے تو تھوڑی دیر بعد ہارون رشیدؒ نے پانی طلب کیا۔ جب خادم نے پانی حاضر کیا تو ابن سماکؒ نے فرمایا: اے امیرالمومنین! ذرا ٹھہر جایئے اور بتلایئے کہ اگر اس وقت آپ کو یہ پانی نہ دیا جائے تو آپ اس کو کتنے میں خریدیں گے؟ ہارون رشیدؒ نے جواب دیا: اپنی نصف بادشاہت کے بدلہ میں۔ جب ہارون رشیدؒ پانی پی چکا تو ابن سماکؒ نے پھر فرمایا: اے خلیفہ! اگر اس پانی کو آپ کے بدن سے نکلنے سے روک دیا جائے تو اس کے نکالنے پر آپ کیا خرچ کریں گے؟ ہارون رشیدؒ نے جواب دیا: اپنی پوری بادشاہت۔ اس پر ابن سماکؒ نے فرمایا: اے امیرالمومنین! جس ملک و سلطنت کی قیمت ایک گھونٹ پانی اور پیشاب ہو وہ تو اس لائق ہے کہ اس پر کوئی زیادہ توجہ نہ کی جائے۔ یہ سن کر ہارون رشیدؒ دیر تک اشک بہاتا رہا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی جدید ص:۲۹۳)

☆...... حضرت منذر بن سعیدؒ اپنے دینی امور میں بہت سخت تھے' خلیفۂ وقت ناصر باللہ بھی ان کی بڑی عزت وتکریم کرتا تھا' لیکن اس کے باوجود منذر بن سعیدؒ خلیفہ کو اس کی دینی کوتاہیوں پر سرزنش کرتے رہتے تھے۔ جب اس نے قصر زہرا تعمیر کیا تو حضرت منذر بن سعیدؒ کو ناصر کی یہ دنیاوی مشغولیت پسند نہ آئی' ایک مرتبہ جمعہ کے خطبے میں جب کہ ناصر باللہ بھی موجود تھا' آپ نے اپنا خطبہ قرآن مجید کی اس آیت سے شروع فرمایا:

"قل متاع الدنیا قلیل والآخرۃ خیر لمن اتقی وھی دار القرار."

ترجمہ: "آپ فرمادیجئے دنیاوی فائدہ بہت تھوڑا ہے' آخرت خیری خیر ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور وہی ہمیشگی کی جگہ ہے۔"

اس کے بعد منذر بن سعیدؒ نے دنیوی لذتوں میں معروف رہنے والوں اور آخرت سے بے خبری برتنے والوں پر ایک پُر اثر وعظ کہا' دنیاوی معاملات میں زہد کی تعلیم دی اور موت جیسی حقیقت کو یاد دلایا۔ راوی کا بیان ہے کہ پورا مجمع فرطِ خوف سے زار زار رو رہا تھا' اور خود ناصر باللہ بھی اشکبار تھا اور چہرہ پر ندامت کے آثار تھے۔ (نجم الادباء ج:۷' ص:۱۸۲)

☆...... مشہور مفسر اور نحوی امام زمخشری کی ایک ٹانگ ضائع ہوگئی تھی۔ حضرت دامغانی نے ان سے پیر کے بیکار ہوجانے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب میں چھوٹا تھا تو میں نے ایک چڑیا کو دھاگے سے باندھ کر اس زور سے کھینچا کہ اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی' یہ دیکھ کر میری والدہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور فرمایا کہ خدا تمہاری بھی ٹانگ ضائع کرے۔ بات آئی گئی ہوگئی' لیکن جب میں طلب علم کے لئے بخارا کے سفر پر روانہ ہوا تو سواری سے گر پڑا اور میری ایک ٹانگ ضائع ہوگئی۔ آج بھی میں سوچتا ہوں تو صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ حادثہ میری والدہ کے کہنے کے عین مطابق ہوا۔ (نجم الادباء ص:۱۴۷' ج:۷)

☆...... محدث ومورخ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ میرے دو دوست تھے' ان میں سے ایک ہاشمی تھے' ایک مرتبہ میں تنگدستی وعسرت میں مبتلا ہوگیا' میری بیوی نے کہا کہ ہم لوگ تو کسی نہ کسی طرح گزر کرسکتے ہیں' پھر عید بھی سر پر آگئی ہے' پڑوسیوں کے بچے نئے نئے کپڑے پہنیں گے' خوشیاں منائیں گے' یہ بچے ان باتوں کو کیسے برداشت کرسکیں گے؟ یہ سب سوچ کر میرا دل خون ہوا جارہا تھا' بیوی کی یہ بات سن کر میں نے اپنے ہاشمی دوست کو خط لکھا' چنانچہ اس نے ایک تھیلی بھیجی جس میں ایک ہزار درہم تھے۔ ابھی مجھ کو یہ تھیلی ملی ہی تھی کہ میرے ایک دوسرے دوست کا خط اسی مضمون کا جو میں اپنے ہاشمی دوست کو لکھ چکا تھا' آگیا' اس لئے میں نے وہ تھیلی جوں کی توں ان کی خدمت میں بھیج دیا۔

عید کی دوگانہ ادا کرکے میں ڈرتے ڈرتے گھر گیا' بیوی کو سارا ماجرا سنایا' خدا کا شکر ہے کہ وہ خفا نہیں ہوئی بلکہ خوشی کا اظہار کیا۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میرا ہاشمی دوست آگیا' اس کے ہاتھ میں وہی تھیلی تھی' اس نے مجھ سے پوچھا کہ سچ سچ واقعہ بتاؤ کہ یہ کیا ہے؟ جب میں نے پوری صورت حال بتادی تو اس نے کہا کہ تم کو یہ تھیلی بھیجنے کے بعد میں نے دوسرے دوست کو خط لکھا تو انہوں نے جواب میں یہ تھیلی بھیج دی۔ تب سارا واقعہ ہم لوگوں کی سمجھ میں آگیا۔ خیر ہم تینوں دوستوں نے اس طرح آپس میں غمخواری کی' لیکن شدہ شدہ یہ بات مامون الرشید کو بھی معلوم ہوگئی' وہ ہم لوگوں کی اس محبت وایثار سے بہت خوش ہوا' اور ہم تینوں دوستوں کو دو دو ہزار دینار اور ہم لوگوں کی بیویوں کو ایک ایک ہزار دینار دیئے۔ (نجم الادباء ص:۷۵' ج:۷)

☆...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ملنے والوں کو پانچ باتوں کی نصیحت ضرور فرمایا کرتے

تھے:

۱:...... دنیا میں اپنے گناہوں سے ڈرو۔

۲:...... خدا کے علاوہ کسی اور سے آس نہ لگاؤ۔

۳:...... اگر کوئی چیز نہ جانتے ہو تو اس کے سیکھنے میں شرم نہ کرو۔

۴:...... اگر کوئی چیز نہ جانتے ہو اور پھر تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے تو صاف کہہ دو کہ مجھے معلوم نہیں۔

۵:...... ایمان لانے کے بعد صبر کرنا ایسے ہی ہے جیسے کہ بدن کے لئے سر کی موجودگی کیونکہ سر کاٹ دیا جائے تو بدن بیکار ہو جاتا ہے۔ (تاریخ

باقی صفحہ 18 پر

ضروری اعلان

اہل علم توجہ فرمائیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر و اشاعت کے زیر اہتمام احتساب قادیانیت کی جلد دس سے گیارہ کی ترتیب و تدوین، تخریج و تحقیق کا کام جاری ہے۔ یہ دونوں جلدیں بابو پیر بخش مرحوم کی تصانیف پر مشتمل ہوں گی۔ اس کے لئے ماہنامہ "تائید الاسلام" لاہور ستمبر ۱۹۲۱ء، نومبر ۱۹۲۲ء اور جون ۱۹۲۵ء کے تین شمارہ جات درکار ہیں۔ براہ کرم ان کی تلاش میں مدد فرمائیں۔ جن صاحب کے پاس یہ شمارے موجود ہوں وہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ ہمیں ان شماروں کے فوٹو اسٹیٹ درکار ہیں۔ کرم ہوگا۔

(مولانا) اللہ وسایا
مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان، فون:583486-514122

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو، نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری، ناظم آباد
فون: 6645888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabaarcarpet@cyber.net.pk

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفہ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفہ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفہ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفہ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفہ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلمان منصور پوری، پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ قیمت: 125روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60روپے	رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبداللطیف مسعود قیمت: 100روپے	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20روپے

نوٹ: تحفہ قادیانیت مکمل سیٹ 600روپے، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

پتہ: ناظم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 514122

امیرِ شریعت

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جن کا نام ان کے ننھیال والوں نے شرف الدین احمد رکھا تھا' ۲۲/ستمبر ۱۸۹۲ء کو ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید ضیاً الدین تھا جو بھارتی صوبہ بہار کے شہر پٹنہ میں پشمینہ کا کاروبار کرتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ نے بچپن میں ہی قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔ ابتدائی تعلیم کے لئے گھریلو ماحول بہت سازگار ثابت ہوا۔ آپ کو فن تجوید وقرأت پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ آپ سے قرآن مجید کی تلاوت سنتے وقت سامعین پر رقت طاری ہوجاتی تھی۔ کئی غیر مسلم آپ کی قرأت سن کر مسلمان ہوگئے تھے۔ شعروادب کا ذوق شاد عظیم آبادی سے حاصل کیا۔ قرأت کا فن قاری محمد عمر عاصم سے سیکھا۔ دینی علوم امرتسر میں مفتی علامہ مصطفیٰ قاسمی سے حاصل کرکے صرف ونحو اور فقہ کی تعلیم مکمل کی۔ خطابت کا فن خداداد تھا' جس میں اس قدر عروج حاصل کیا کہ کئی کئی گھنٹے لگاتار سامعین ان کی تقریریں سنتے ہوئے نہ تھکتے تھے اور مجمع پر سکوت طاری ہوجاتا تھا۔ روحانی تربیت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے حاصل کی۔ خلافت واجازت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے حاصل ہوئی۔ گجرات کے قریب موضع ناگڑیاں میں اپنے ہی خاندان میں شادی ہوئی۔ آپ نے سماجی برائیوں کو معاشرے سے دور کرنے کے لئے گھر گھر جاکر تبلیغ کی اور لوگوں کو توہمات پرستی اور ہندوانہ رسموں سے چھٹکارا دلایا۔

رولٹ ایکٹ کے خلاف جب پورے ہندوستان میں تحریک چلنی شروع ہوئی تو اس سلسلہ میں نکالے گئے جلوس پر انگریزوں نے گولی چلادی جس سے چھ افراد ہلاک ہوگئے۔ آپ نے ان میں سے مسلمان شہداء کو خود غسل دے کر کفن دفن کا انتظام

بابو شفقت قریشی سہام

کیا اور ان کی نماز جنازہ بھی خود پڑھائی' ان کے اس فعل سے ہندوستانی مسلمان ان کے گرویدہ ہوگئے۔ سیف الدین کچلو کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کے طور پر جلیانوالہ باغ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جنرل ڈائر نے مجمع کو منتشر کرنے کے لئے گولی چلادی جس سے ۱۵۰۰ افراد ہلاک اور ڈیڑھ ہزار کے قریب شدید زخمی ہوئے۔ اس خونی واقعہ سے شاہ صاحب نے بے حد اثر قبول کیا اور اس کے بعد باقاعدگی سے سیاسی جلسوں میں شرکت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ تحریک خلافت میں آپ کی شرکت اور پہلی تقریر کو مولانا محمد علی جوہر نے بے حد سراہا۔ ملک بھر میں خلافت کمیٹیاں قائم کیں اور ترکی کے خلیفہ کے ساتھ ہندوستانیوں کی ہمدردیوں میں بے حد اضافہ ہوا۔ عورتوں نے زیور بیچ کر خلافت کمیٹیوں کے چندے جمع کرائے۔ حکومت برطانیہ کو آپ کی مقبولیت ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ چنانچہ گجرات کے ڈپٹی کمشنر نے کھلے الفاظ میں حکومت پر واضح کردیا تھا کہ ان کی گرفتاری سے ملک میں ہنگامے شروع ہوجائیں گے' کیونکہ انہوں نے لوگوں کے دلوں پر جادو کررکھا ہے۔

شاہ صاحب کی پہلی گرفتاری تیس برس کی عمر میں ہوئی اور آپ کو تین سال قید کی سزا سنائی گئی۔ آپ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! میری آنکھوں کے سامنے انگریز ہندوستان خالی کردیں۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی حیات میں ہی انگریزوں نے ہندوستان کو آزاد کردیا۔ امیر شریعتؒ ایک درویش صفت انسان تھے۔ ان کے جوش اور ولولے نے انگریز حکومت کی بنیادیں ہلا کررکھ دی تھیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے شدھی تحریک شروع کی گئی' کسی کو ہندو بنانے کے لئے اسے گائے کا پیشاب اور گوبر' دودھ دہی اور مکھن میں ملاکر کھلایا جاتا تھا' اس تحریک کا آغاز آریہ سماج نے کیا تھا۔ شدھی کی طرح سنگھٹن بھی ہندو مہا سبھا کا منصوبہ تھا' جس کا اصل قائد مونجے تھا۔ ہندوؤں کو

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حساس دلا کر بجز کایا جاتا تھا کہ مسلمان ہندوؤں کے لئے شدید خطرہ ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کو منظم کرنے کے لئے مختلف ادارے کھول کر ان کو عسکری تربیت دینا شروع کردی گئی۔ اس تنظیم نے آگے چل کر تقسیم کے وقت مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ شاہ صاحب نے ان تحریکوں کا مردانہ وار مقابلہ کرکے ان کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ آپ بھی ان علمائے کرام میں شامل تھے جنہوں نے ہندوؤں کی کتابوں کے ذریعہ ان کے مذہب کا باطل ہونا ثابت کرکے انہیں لاجواب کردیا۔ راج پال نامی شاتم رسول نے ایک کتاب "رنگیلا رسول" شائع کرکے مسلمانوں کی دل آزاری کی، جس کے خلاف ہندوستان کے طول وعرض میں احتجاج شروع ہوگیا۔ مقدمے میں اس کو سزا ہوگئی مگر ہائی کورٹ کے سکھ جسٹس نے اسے بری کردیا۔ شاہ صاحب نے بیرون دلی دروازہ لاہور میں اس سلسلے میں منعقد ہونے والے ایک جلسہ میں سامعین کو مخاطب کرکے اپنے خاص انداز میں کہا: وہ دیکھو! حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن فرمارہی ہیں کہ مسلمانو! تمہارے سامنے آقائے دوجہاں کی توہین کی جارہی ہے اور تم خاموش تماشائی بنے ہوئے ہو۔ یہ سنتے ہی مجمع میں سے اٹھ کر غازی علم الدین نے راجپال کا کام تمام کردیا اور اس تقریر کے جرم میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ایک سال قید کی سزا سنائی گئی۔ اس موقع پر چلنے والی دوسری تحریکوں میں حصہ لے کر آپ نے مسلمانوں کو بیدار کیا۔

آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت کو جھٹلایا اور مرزائیت کے خلاف سینہ سپر ہوکر ختم نبوت کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں آپ کی جدوجہد کا بہت حصہ ہے۔ آپ ایک ایسے سپاہی اور مجاہد تھے جو ہر وقت سر پر کفن باندھے مستعد رہتا ہو۔

جنوری ۱۹۷۱ء میں شاہ صاحب پر فالج کا حملہ ہوا۔ علاج معالجے سے چند ماہ تک قدرے افاقہ رہا۔ مگر [illegible] فالج کا حملہ جان لیوا ثابت ہوا اور آپ [illegible] ۱۹۷۱ء [illegible]

نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے مولانا عطاء المنعم نے پڑھائی۔ جنازہ میں ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ آپ کو ملتان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی دینی اور سماجی خدمات کے لئے قربانیاں دیتے ہوئے گزاری۔

آپ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو نہ صرف دینی بلکہ سیاسی طور پر بھی بیدار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ آپ ایک ہی وقت میں مجاہد، غازی، دینی اور سیاسی رہنما تھے۔ اس عقیدے پر سختی سے کاربند تھے کہ زندگی اور موت دونوں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ امت مسلمہ کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی اپنے مقصد کو نہ بھلایا اور وہ اس میں بے حد مخلص تھے۔ بے باکی ان کا شعار تھا۔ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ اقتدار کی ہوس چھو کر نہ گزری تھی۔ منفرد ذوق عمل اور زور بیان رکھتے تھے۔ لب پر توحید باری تعالیٰ اور دل عشق مصطفیٰ سے لبریز تھا۔ عظمت وتقدیس رسالتؐ کے خطیب تھے۔ ان کے قدموں میں بھی کسی موقع پر لغزش نہ آئی۔ دین حق کی سربلندی اور عظمت کے لئے زندگی وقف کررکھی تھی۔

☆☆

تھوڑی دیر اہل اللہ کے ساتھ

(الطبقات للسبکی ص:۱۸۶)

☆...... محمد بن سلام الجمحی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی تصنیفات میں طبقات الشعراء اپنے فن میں بڑی اہم کتاب ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ بھی ان کے شاگرد تھے۔ ان کے ایک شاگرد حسین بن فہمؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ محمد بن سلامؒ ہمارے مہمان ہوئے تو سخت بیمار ہوگئے۔ ابن ماکویہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو فرمایا: الحمدللہ! آپ بیمار تو نہیں ہیں، پھر اس قدر پریشان کیوں ہیں؟

محمد بن سلامؒ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم یہ گھبراہٹ دنیا کے لئے نہیں ہے، بلکہ انسان جب تک صحت مند ہے، ایک عالم مدہوشی میں رہتا ہے لیکن یہ امراض انسان کے حق میں تنبیہ ہوتے ہیں اور مدہوشی سے ہوش میں لے آتے ہیں۔ (صفۃ الصفوۃ ص:۳۶۳، ج:۳)

☆☆

N-91

دوسری قسط

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

حیات و خدمات

انکوائری کمیشن:

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی انکوائری کے لئے حکومت نے عدالتی کمیشن قائم کیا' جو جسٹس منیر اور جسٹس ایم آر کیانی پر مشتمل تھا۔ انکوائری کمیشن میں جن لوگوں نے شب و روز امت محمدیہ کی طرف سے وکالت کی ان میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ بھی تھے۔ آپ نے انکوائری کے چشم دید آنکھوں دیکھے واقعات سنائے۔ فقیر نے وہ واقعات مذکورہ کتاب میں شامل کر دیئے ہیں جو پیش خدمت ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں:

ا:...... ۱۸ جولائی کو مجھے میرے گھر واقع علامت پورہ ڈھول پوریوالہ میں خط ملا جو مولانا محمد علی جالندھریؒ نے لاہور جیل سے تحریر کیا تھا کہ تم ملتان سے دفتر کی کتابیں اور اگر وہ نہ ملیں تو فیصل آباد سے اپنی مرزائیت کی کتابوں کا سیٹ لے کر لاہور پہنچو۔ ملتان آیا تو کتابیں نہ مل سکیں۔ فیصل آباد گیا ہو کا عالم تھا تمام رفقاء پس دیوار زنداں تھے۔ حافظ عبدالرحمن کیمبل پور والے ملے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ تمہارے وارنٹ ہیں۔ مخبری ہوگئی تو دھر لئے جاؤ گے میں تمہاری کتابیں لے کر لاہور آجاؤں گا آپ فوراً یہاں سے روانہ ہو جائیں' میں لاہور چلا گیا۔ سید رحمت اللہ شاہ اپنے گھر سے بلیانوالہ سے کتابیں لائے۔ حافظ عبدالرحمن صاحب وہ کتابیں لے کر لاہور پہنچ گئے اب کتابیں ہمارے پاس' ہمیں کوئی ٹھہرانے کے لئے تیار نہ تھا۔ لاہور میں دولتانہ حکومت اور بعد میں فوج کے قیامت خیز مظالم کے سامنے کسی کی پیش نہ جاتی تھی۔ ہم لوگ حیران و پریشان کہ مسافر غریب الدیار لوگوں کو سہارا دینے والا کوئی نہ تھا۔ تحریک کے صف اول کے تمام رہنما

مولانا اللہ وسایا

لاہور جیل میں تھے۔ دو دن مولانا مظہر علی کے گھر قیام کیا' ایک دن حکیم عبدالمجید سیفی مرحوم تشریف لائے' فرمایا: میں تمہیں تلاش کرتے کرتے ہار گیا' تم میرے مہمان ہو' چلو کتابیں اٹھاؤ' گاڑی میں رکھو اور میرے ساتھ چلو' ہوا یہ کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے اپنے مرید حکیم عبدالمجید صاحب سیفی کو حکم فرمایا کہ ختم نبوت کی طرف سے انکوائری میں کام کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں' یہ لوگ در بدر پھر رہے ہیں' ان کو تلاش کرو اور اپنے گھر میں معزز مہمانوں کی طرح رکھو' کچھ عرصہ بعد خود حضرت قبلہ مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ لاہور تشریف لائے' حکیم صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ آپ کے ایک اور مرید مولانا حافظ کریم بخش صاحب پروفیسر تھے' ان کا کتب خانہ ہمیں حوالہ جات کے لئے مل گیا۔

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی بھی تشریف لائے' اس طرح ایک ٹیم بن گئی جو انکوائری میں حصہ لینے لگی۔ مولانا مظہر علی اظہر اور مولانا مرتضیٰ احمد خان میکشؒ یہ دونوں مجلس عمل کے وکیل تھے۔

۲:...... ایک مرتبہ مولانا مرتضیٰ احمد خان میکشؒ سے عدالت نے سوال کیا کہ آپ ان کی کیوں وکالت کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو مجلس عمل کا وکیل ہوں' جس میں اور بھی جماعتیں شامل ہیں' نیز یہ کہ مجھے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے سیاسی اختلاف ہے' مگر مرزائیت کے احتساب کے لئے میں ان کا پوری قوم پر احسان سمجھتا ہوں' اگر شاہ

صاحبؒ مرزائیت کا احتساب نہ کرتے تو آج پورا ملک مرزائیت کے دام تزویر میں ہوتا' یہ سن کر منیر کا منہ لٹک گیا۔

۳:......ایک مرتبہ مجھے (یعنی مولانا عبدالرحیم اشعرؒ) مولانا مظہر علی اظہر نے کاغذ لینے کے لئے بھیجا' میں باہر نکلا تو عدالت کے عقبی دروازہ پر کھڑی عمدہ شیورلیٹ کار میں ایک خوبرو نوجوان فیشن ایبل لڑکی آ کر بیٹھ گئی۔ اتنے میں ہلو بجے کا نوٹ ہوا اور (جسٹس) منیر صاحب آئے' وہ بھی اس کار میں بیٹھ کر ہوا ہو گئے۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کہتے ہیں کہ میں نے عدالت کے اردلی سے کہا کہ یہ لڑکی منیر صاحب کی بیٹی ہے؟ وہ ہماری سادگی پر سر پیٹ کر رہ گیا' اس نے کہا کہ مولوی صاحب! تمہارا فریق مخالف (یعنی قادیانی) ہر روز نئی نویلی خوبصورت لڑکی کا انتظام کر کے منیر صاحب کے سینہ کی حرارت اور نفس کی شرارت کو برقرار رکھنے کا انتظام کرتا ہے۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور سر چکرانے لگا کہ یا اللہ الامان والحفیظ۔

۴:......انکوائری کے دوران صف اول کے رہنما جیل میں تھے' ہم لوگ باہر وکیلوں کی تیاری پر مامور تھے' کتابوں کا ایک سیٹ تھا' جیل بھجواتے تو ہم خالی ہاتھ اور اگر ہمارے پاس ہوں تو وہ خالی ہاتھ۔ اس لئے یہ انتظام کیا کہ مولانا لال حسین اخترؒ کی زوجہ محترمہ نے کراچی کا سفر کیا۔ کراچی دفتر کے ہمسائے سید ادریس شاہ صاحب کے گھر میں وہ کتابیں تھیں' وہ لے کر لاہور تشریف لائے' اب کتابوں کو جیل بھجوانے کا مرحلہ تھا وہ یوں حل ہوا کہ شیخ حسام الدین کی ٹانگ میں درد ہوا' وہ کار میں بیٹھ کر ہسپتال معائنہ کے لئے تشریف لائے' ڈگی میں کتابیں رکھیں اور جیل تشریف لے گئے۔

۵:......خواجہ ناظم الدین' حمید نظامی اور ظفر اللہ قادیانی کا بیان بند کمرہ عدالت میں لیا گیا۔ نظامی صاحب نے عدالت میں کہا کہ پنجاب حکومت نے اخبارات کو اشتہارات کی مد میں لاکھوں کی رقم دی اور انہوں نے مرزائیوں کے خلاف تحریک کو پروان چڑھایا۔ حالانکہ مجلس عمل کی ترجمانی روزنامہ آزاد کر رہا تھا اور اسے اشتہارات کی مد میں حکومت نے کوئی رقم نہ دی تھی۔ یہ ان کا محض عذر لنگ تھا۔ مجلس عمل کے وکیل مولانا مرتضیٰ احمد خان میکشؒ نے روزنامہ نوائے وقت کا ایک اداریہ پیش کر دیا' جس میں درج تھا کہ کہا جا رہا ہے مرزائیت کے خلاف تحریک اس لئے اٹھی ہے کہ مرزائیوں کے عقائد گمراہ کن اور اشتعال انگیز ہیں' انہی کے باعث تحریک اٹھی ہے' آپ کا عدالت کا بیان اور اداریہ کا بیان دونوں میں فرق ہے؟ کون سا صحیح ہے؟ تو اس پر وہ......!

۶:......مولانا مظہر علی اظہر سے عدالت نے پوچھا کہ آپ نے قائداعظم کو کافر کہا تھا؟ انہوں نے اپنی تقریر شیخوپورہ کی پیش کی کہ میں نے لیگیوں سے کہا تھا کہ آپ ہمارے رہنماؤں پر الزام تراشی بند کریں ورنہ میں مسٹر جناح کے سول میرج کی کہانی ساتھ لاؤں گا۔ وہ لیگ کے لیڈر تھے' میں احرار کا' تو یہ الیکشنی بیانات ہیں۔ قائداعظم نے کہا کہ میرے مطالبات میں خامی نکالیں؟ آپ میرے ذاتی معاملات میں نقص نہ نکالیں' تو بات ختم ہو گئی۔ اس پر (جسٹس) منیر نے کہا کہ اب ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری معلومات کے مطابق انہوں نے سول میرج کے وقت جو بیان تھا وہ واپس نہیں لیا' اس لئے میرا موقف ابھی بھی وہی ہے' اس پر عدالت نے کہا کہ ایسے بیانات پر لوگ قتل ہو جاتے ہیں؟ مولانا مظہر علی اظہر نے کہا کہ ایسے ہوا تو میں سمجھوں گا کہ مسٹر منیر میرے قتل پر لوگوں کو اکسا رہے ہیں۔ اس پر عدالت میں سناٹا چھا گیا اور منیر کا منہ لٹک گیا۔ دوسرے دن فاطمہ جناح کا عدالت کے نام تار آیا کہ آپ اس قسم کے مباحث اٹھا کر میرے بھائی بانی پاکستان کو رسوا کر رہے ہیں۔ یہ قدرت کی طرف سے منیر کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ تھا۔

۷:......اب مرزائی لابی نے مولانا مظہر علی اظہر کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ فیصل آباد سے میاں محمد عالم بٹالوی احراریؒ مولانا مظہر علی اظہر کے باڈی گارڈ بنا دیئے گئے۔ وہ بلا کے ذہین اور بہادر انسان تھے۔

انہوں نے افواہ پھیلادی کہ اگر مولانا مظہر علی کو کچھ ہوا تو منیر بشیر الدین اور ظفر اللہ کی خیر نہیں۔ اس کی خبر منیر کو پہنچی دوسرے دن عدالت میں منیر نے کہا مسٹر مظہر علی! میں کہاں رہا ہوں؟ انہوں نے لاعلمی ظاہر کر دی۔ اب مولانا صاحب کے تعاقب سے مرزائی گھبرا گئے اور معاملہ ختم ہوگیا۔

۸:...... ۱۹۵۳ء لاہور کے شہدا

مارشل لاء کے زمانہ میں عیسائی کپتان بلدیہ لاہور کا انچارج تھا۔ منیر نے اپنی رپورٹ کے صفحہ ۱۵۹ پر تسلیم کیا ہے کہ ایک پہامرہ جیپ پر فوجی وردی میں ملبوس لوگوں نے اندھا دھند گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تھی اس پر مرزائی سوار تھے' مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ اخبار "بے باک" سہارن پور کی رپورٹ کے مطابق شہداء کو بلدیہ کے ٹرکوں پر لاد کر کچھ کو راوی کے کنارے پٹرول ڈال کر نذر آتش کیا گیا اور کچھ کو چوڑی کی اونچی کناروں والی نہر کے اونچے کناروں میں دفن کر دیا گیا۔ فیا حسرتا۔" (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص:۵۵۲،۵۵۳)

کراچی میں تقرری:

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی ہنگامی کاروائی ختم ہوئی تو تحریک کے رہنما رہا ہوگئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا باضابطہ انتخاب ہوا تو دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت بندر روڈ کراچی میں مولانا عبدالرحیم اشعر کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا مبلغ بنا کر بھیج دیا گیا۔ مولانا نے یہاں پہنچ کر دفتر کھولا اور خود کو منظم کیا' ابتدا میں کام میں دشواری ہوئی تو مولانا عبدالرحیم اشعر نے حضرت مولانا محمد علی جالندھری کو خط لکھا کہ حسب منشا کام نہیں ہو رہا میں تقریباً فارغ رہتا ہوں تو حضرت جالندھری نے جواب تحریر کیا کہ آپ کا دفتر کھول کر رکھنا بھی کام ہے۔ تحریک ختم نبوت کے حالات کے بعد ختم نبوت کا دفتر کھولنا دشمن کے سینے پر مونگ دلنے کے مترادف ہے اسے آپ کوئی بے کار نہ سمجھیں' دفتر کھلا رہے' کام جاری رکھیں' اللہ تعالیٰ مدد کریں گے۔ اس خط سے آپ کو حوصلہ ملا اس زمانہ میں حضرت جالندھری کے حکم پر آپ کبھی کبھار حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے درس حدیث میں شریک ہوتے' کام شروع ہوا' رفقاء مل گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مولانا اشعر کی مخلصانہ محنت کو قبول فرمایا۔ حضرت حاجی لال حسینؒ چکوال کے باشندہ تھے۔ حکومت کے اہم سرکاری ملازم تھے' ملازمت کراچی میں کرتے تھے ان سے ملاقات ہوئی۔

مولانا اشعر فرماتے تھے کہ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کراچی تشریف لائے' حاجی لال حسین صاحب کے ہاں ناشتہ تھا۔ حضرت مولانا ہزارویؒ نے حاجی صاحب کی اعلیٰ ملازمت کی ٹھاٹھ باٹھ' شاہانہ کوٹھی' حاجی صاحب کی دین سے وابستگی دیکھی تو مولانا عبدالرحیم اشعرؒ سے فرمایا کہ جب ایسے کسی شخص سے آپ کا تعارف ہو تو فوراً ایسے حضرات حضرت امیر شریعت' حضرت بنوری' حضرت قاضی احسان احمد' حضرت جالندھری رحمہم اللہ تعالیٰ سے ان کا تعارف کرادیں اور بزرگوں سے تعلق جوڑ دیں' اس لئے کہ اگر آپ ان کے آئیڈیل ہو گئے تو آپ سے کوئی معمولی لغزش ہوگی تو یہ دین سے دور ہو جائیں گے۔ بڑے حضرات سے ان کا تعلق ہوگا تو آپ کی معمولی لغزش بھی دب جائے گی اور دین سے ان کا تعلق بھی باقی رہے گا۔ چنانچہ مولانا اشعرؒ نے ان اکابر کے پاس حاجی لال حسین صاحب کا آنا جانا شروع کرایا۔ حاجی صاحب مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مقرر ہوئے' عمر بھر امیر رہے' مرکزی شوریٰ کے رکن رہے' حضرت قاضی احسان احمدؒ سے تو ان کا دوستانہ ہو گیا' چند سال پیشتر ان کا انتقال ہوا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر تقریباً ۱۹۶۲ء تک کراچی میں بحیثیت مبلغ کے کام کرتے رہے۔ ملتان میں تغلق روڈ پر مجلس کا دفتر ملکیتی مکمل ہوا' کچھ عرصہ بعد حضرت قاضی احسان احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو مولانا عبدالرحیم مرکزی مبلغ کے طور پر ملتان تشریف لائے' مرکزی مبلغ اور ناظم کتب خانہ کے طور پر کام کرتے رہے' آپ کا حلقہ تبلیغ اب پورا ملک ہو گیا' کئی جگہ قادیانیوں سے کامیاب مناظرے ہوئے' میانوالی میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کے معین مناظر تھے' اس دوران میں آپ جامعہ فاروقیہ عارف والا میں مجلس کی طرف سے خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے جو ان کی صحت کے آخری سالوں تک جاری رہا' کم و بیش تیس سال آپ نے جامعہ فاروقیہ عارف والا میں بطور خطیب کے مجلس کی طرف سے ذمہ داری سنبھالی۔

حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے بیرونی سفر کے موقعہ پر مجلس کے قائم مقام ناظم اعلیٰ رہے' مولانا لال حسین اخترؒ کے زمانہ امارت میں مجلس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ حضرت شیخ بنوریؒ کے زمانہ میں مجلس کے ناظم تبلیغ رہے' غالباً حضرت مفتی احمد الرحمنؒ کے وصال کے بعد عارضی طور پر کچھ وقت کے لئے نائب امیر رہے۔ قدرت نے آپ کو بہت ہی قبولیت سے نوازا' اچھی صحت کے زمانہ میں مجلس کی مرکزی لائبریری کے امین تھے' دیانتداری کی بات ہے کہ مجلس کی لائبریری ریکارڈ

کے حصول' کتب کی جمع و ترتیب آپ کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنی تمام ذاتی کتب مجلس کی لائبریری کے لئے وقف کردیں' کتابوں کو نہ صرف جمع کرنے کا شوق تھا بلکہ کتابوں کے مطالعہ کے بھی شوقین تھے۔ کتاب پڑھتے پڑھتے سوجاتے اور جاگتے ہی دوبارہ کتاب کا مطالعہ شروع کردیتے' صحت کے زمانہ میں بلاشبہ سینکڑوں صفحات کے مطالعہ کا معمول تھا قدرت نے بلا کا حافظہ دیا تھا' حوالہ تلاش کرنے میں دیر نہ لگاتے تھے۔ چنانچہ مناظروں' عدالتوں میں آپ کے یہ جوہر خوب دیکھنے میں آئے استاذ المناظرین حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کا حافظہ بھی بلا کا تھا منہ سے حوالہ مانگتے دیر لگتی تھی فوراً مولانا لال حسین اختر حوالہ بتادیتے تھے۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کا مزاج جداگانہ تھا جب کوئی حوالہ طلب کرتا' آپ کے دماغ کا کمپیوٹر کام شروع کردیتا' ایک کتاب کو ہاتھ لگاتے' پھر چھوڑ دیتے' دوسری کی طرف دیکھتے' تیسری پر نظر ڈالتے' چوتھی کو اٹھاتے' ورق الٹتے اور حوالہ نکال کردے دیتے اور یہ کام ایسے منٹوں میں پھرتی سے ہوتا گویا جیسے کمپیوٹر آنکھیں بدل رہا ہو' مولانا کتب شناسی میں بھی ماہر تھے' جلد اور کتاب کا حلیہ دیکھ کر بتادیتے کہ یہ فلاں کتاب ہے' حافظہ کا یہ عالم تھا کہ لائبریری کی ہر کتاب کے متعلق معلوم ہوتا کہ فلاں فن' فلاں الماری کے فلاں تختہ پر موجود ہے' وہاں سے نکال لیں' چنانچہ یہ اندازہ ہمارا سو فیصد صحیح ثابت ہوتا' کتاب سے آپ کو عشق تھا' عمدہ مضبوط جلد بنوانے کا ذوق تھا' ایک ورق' اشتہار یا چند صفحاتی پمفلٹ بھی مل جاتا تو اسے بھی کور کرا لیتے تھے۔ مولانا اشعرؒ کے اس ذوق نے مجلس کو کئی مواقع پر پیش آنے والی مشکلات کو حل کیا۔ (جاری ہے)

مسلم امہ قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کے سدباب کے لئے فنڈ مختص کرے

گلاسگو (نمائندہ خصوصی) قادیانی فتنے کا سب سے تاریک رخ یہ ہے کہ اس نے نبوت محمدیہؐ کے خلاف بغاوت کے سنگین ترین جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی جیسے دجال اور لعین کو نعوذ باللہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ نبوت محمدیہؐ کے خلاف ہر بغاوت کو آئینی اور قانونی طریقے سے کچل دیا جائے گا۔ امت مسلمہ کسی صورت میں قادیانیت کو پنپنے کی راہ فراہم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسلام اور قادیانیت میں وہی نسبت ہے جو موسیٰؑ اور فرعون میں تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی روش پر چلنے کی کوشش کی۔ قادیانی' یورپ میں قادیانیت کو اسلام باور کرانے کی ناپاک کوشش کررہے ہیں۔ دنیا بھر کی مسلم تنظیمیں فتنہ قادیانیت کی تردید کے لئے کھل کر سامنے آئیں۔ مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کے لئے قادیانیوں کو لگام دینی پڑے گی۔ قادیانیوں کی جانب سے مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے بارہ ارب روپے کا بجٹ منظور کیا جانا انتہائی قابل تشویش ہے۔ مسلم امہ قادیانیوں کی ان خلاف اسلام سرگرمیوں کے خاتمے کے لئے فنڈ مختص کرے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد' جمعیت علمائے ہند کے امیر مولانا سید اسعد مدنی' مولانا سعید احمد عنایت اللہ' صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا منظور احمد الحسینی' حافظ اکرام اور دیگر نے جمعیت المسلمین کانفرنس کی دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کے پیچھے اسلام دشمن قوتوں کا ہاتھ ہے۔ قادیانی گروہ مسلمانوں پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات عائد کرکے اپنے مذموم مقاصد و مفادات کی تکمیل چاہتا ہے۔ یورپ میں اسلام کی تبلیغ کے لئے بڑے پیمانے پر کوششیں وقت کا اہم تقاضا ہیں۔ آنے والا وقت یہ ثابت کردے گا کہ اسلام عددی لحاظ سے عیسائیت اور یہودیت کو بہت پیچھے چھوڑ چکا ہے۔

ABDULLAH SATTAR DINA & SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار دینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR, MITHADER, KARACHI. PHONE: 7814872-7831133

دینی مدارس کی اسناد کی حیثیت

مولانا محمد حنیف جالندھری

علم کا اصل مقصد خود شناسی اور خدا شناسی ہے۔

علم شریعت سے انسان کو حق تعالیٰ شانہ کے احکام اور مخلوق کے حقوق کا پتہ چلتا ہے' اپنے فرائض سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور عمل کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ برصغیر میں دینی مدارس کا قیام "تحفظ و اشاعت دین" کی تحریک کے طور پر کیا گیا تھا' چونکہ انگریزوں کو اسلام کے ساتھ دشمنی تھی' اس لئے انہوں نے پرائمری تک اسکول کی تعلیم حاصل کرنے والوں کو تو "خواندہ" شمار کیا' لیکن اعلیٰ سے اعلیٰ دینی تعلیمی اداروں کے فضلاء کو "ناخواندہ" کی صف میں رکھا اور اس طرح سے ان پر سرکاری ملازمتوں اور مراعات کے دروازے بند کرنے کے علاوہ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ انگریزوں کا یہ رویہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے تھا' تاہم قابل فہم تھا کہ مسلمانوں سے ان کی دشمنی ڈھکی چھپی نہ تھی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے دین کو بھی مٹانا چاہتے تھے لیکن قیام پاکستان کے بعد بھی دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کے ساتھ افسوسناک امتیازی سلوک کا سلسلہ جاری رہا اور سولہ سال تک دینی مدارس میں صرف نحو' منطق' فلسفہ' ادب' فقہ' حدیث اور تفسیر کی درجنوں کتابیں پڑھنے پڑھانے والوں کو ناخواندہ ہی شمار کیا گیا' جن میں بلاشبہ کئی کتابیں ایسی ہوں گی کہ کالج اور یونیورسٹیوں کے فضلاء صحیح تلفظ کے ساتھ ان کا نام پڑھنے کی صلاحیت سے بھی شاید عاری ہوں۔

یہ افسوسناک صورت حال ۱۹۸۲ء تک جاری رہی۔

مرحوم صدر جنرل ضیاء الحق کے دور میں بعض علمائے کرام نے صدر محترم کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ مدارس دینیہ کے فضلاء کے ساتھ یہ امتیازی سلوک سراسر زیادتی' علوم دینیہ کی توہین اور دینی علوم سے رغبت رکھنے والوں کی تعلیمی حوصلہ شکنی ہے' اس کا تدارک کیا جانا ضروری ہے۔ اگرچہ سرکاری تعلیمی اداروں سے ایم اے عربی یا اسلامیات بلکہ پی ایچ ڈی کرنے والوں کا دینی اداروں کے فضلاء سے موازنہ ہی سرے سے غلط ہے' کیونکہ عصری تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل علوم دینیہ میں مہارت اور تجربہ تو کجا قرآن کریم اور احادیث شریفہ کا سادہ ترجمہ اور مطلب بھی بیان کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے' لیکن چونکہ یہاں کی اعلیٰ اسناد شمار ہوتی ہیں' اس لئے دینی مدارس کی سند کو کم از کم ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات کے مساوی قرار دیا جائے' جبکہ اس سے قبل وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ میں "قومی اسمبلی" میں ایک قرارداد پیش کر چکے تھے جو بعد کی کارروائی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی تھی۔

صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اس اصولی اور جائز مطالبہ کو فوری طور پر تسلیم کرنے اور شخصی آرڈر جاری کرنے کی بجائے یہ معاملہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن آف پاکستان کے سپرد کر دیا۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے اس مسئلہ پر غور و خوض کے لئے ملک کی تمام اہم یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز اور وزارت تعلیم کے اعلیٰ حکام کے علاوہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان' تنظیم المدارس پاکستان' وفاق المدارس السلفیہ پاکستان' وفاق المدارس الشیعہ پاکستان اور رابطۃ المدارس پاکستان کے نمائندین کو اسلام آباد میں دعوت مشاورت دی' جس میں دینی مدارس کے نصاب تعلیم کا ناقدانہ جائزہ لینے کے بعد تمام ماہرین تعلیم نے متفقہ طور پر مدارس کی سند کو ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات کے مساوی قرار دینے کی سفارش کی۔ چنانچہ ۱۷/نومبر ۱۹۸۲ء کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے اپنے ایک نوٹیفکیشن نمبر 80918ACAD128 کے تحت وفاق المدارس العربیہ کی سند شہادۃ العالمیہ کو ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کر لیا اور اس کا عملی اطلاق تمام تعلیمی اداروں کے لئے ضروری قرار دے دیا گیا۔

حاصل یہ کہ دینی مدارس کی سند کو ایم اے عربی و اسلامیات کے مساوی قرار دینا کسی کی عنایات خسروانہ کا ثمر نہیں بلکہ نصاب تعلیم کی بنیاد پر اسے تسلیم کیا گیا ہے اور وہ نصاب تعلیم وزارت تعلیم حکومت پاکستان کا منظور کردہ ہے۔ حال ہی میں ایک نئی بحث شروع ہوئی ہے کہ مدارس کی طرف سے جاری کردہ ایم اے کے مساوی یہ سند الیکشن کمیشن کی جانب سے عائد کردہ بی اے کی لازمی شرط کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے یا نہیں؟ اگرچہ اس سوال کا جواب واضح ہے کہ جس شخص کے پاس ایم اے کے مساوی ڈگری اور تعلیمی قابلیت موجود ہے' اس سے یہ پوچھنا کہ آپ بی اے بھی ہیں یا نہیں؟ بے محل سوال ہے۔ تاہم یہ نکتہ الیکشن سے قبل اٹھایا گیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہی اس کا صحیح وقت تھا' چیف الیکشن کمشنر سے پوچھا گیا کہ مدارس دینیہ کے "وفاقوں" کی جاری کردہ سند کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے ایم اے عربی و اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا ہے' جبکہ الیکشن میں حصہ لینے والوں کے لئے بی اے کی شرط لازمی قرار دی گئی ہے' تو کیا دینی مدارس کی جاری کردہ یہ سند انتخابی قواعد و ضوابط کے تقاضوں پر پورا اترتی ہے؟ چیف الیکشن کمشنر نے اس کا از خود کوئی جواب دینے کی بجائے یہ مسئلہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن آف پاکستان (یو جی سی) کی طرف بھجوا دیا کہ یو جی سی کو اس سند کی حیثیت پر کوئی اعتراض تو نہیں؟ یو جی سی نے الیکشن کمیشن کو جواب دیا کہ یہ سند ہمارے ہاں ۱۹۸۲ء سے ایم اے عربی و ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم شدہ ہے' لہٰذا اس کے حاملین اس سند کی بنیاد پر الیکشن میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس کے بعد چیف الیکشن کمشنر نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس کے جسٹس حضرات سے جو صوبائی الیکشن کمشنر کے طور پر کام کر رہے تھے' رائے طلب کی' ہائی کورٹس کے ان ججز نے یو جی سی کے نوٹیفکیشن کی بنیاد پر متفقہ رائے دی کہ دینی اسناد کے حاملین الیکشن میں حصہ لینے کے اہل ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد چیف الیکشن کمشنر نے ۲۹/ جولائی ۲۰۰۲ء کو دینی مدارس کے فضلاء کے لئے ۱۱۴۲ دی گزٹ آف پاکستان دینی ایکٹ کے تحت دینی مدارس کے فضلاء کے لئے سند کی بنیاد پر الیکشن میں حصہ لینے کا نوٹیفکیشن جاری کیا۔ واضح رہے کہ موجودہ چیف الیکشن کمشنر سابق چیف جسٹس آف پاکستان ہیں' گویا عدلیہ سے تعلق رکھنے والی ایک اعلیٰ ترین شخصیت نے یہ نوٹیفکیشن جاری کیا۔

الیکشن کمیشن اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی طرف سے ان واضح اور غیر مبہم نوٹیفکیشن کے اجراء کے بعد اس مسئلہ میں کوئی ابہام نہ رہا کہ دینی مدارس کے فضلاء الیکشن میں حصہ لینے کے اہل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت اس نوٹیفکیشن کے خلاف کسی شخص نے عدالت سے رجوع نہیں کیا' لیکن الیکشن کے سات آٹھ ماہ گزر جانے کے بعد یکایک بعض "فرض شناس" اور "محافظین آئین پاکستان" پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ متحدہ مجلس عمل کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے حضرات بی اے کی لازمی شرط کو پورا نہیں کرتے۔ کشف حقائق یا چودہ طبق روشن ہونے کی اصل وجہ یہی کہ پروپیگنڈے کی اس فضا میں کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ نہ تھا کہ کبھی بھی تین فیصد سے زیادہ سیٹیں نہ لینے والی دینی جماعتیں ملکی سیاست کا رخ بدل کر رکھ دیں گی۔ چنانچہ دینی جماعتوں کا یہ مضبوط اتحاد دین دشمن حلقوں کی نظر میں خار کی طرح کھٹک رہا ہے اور وہ دینی جماعتوں کے اس اتحاد کو کمزور اور بے اثر کرنے کے درپے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو سب سے بڑی دلیل دی گئی وہ یہ ہے کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے نوٹیفکیشن میں "Purposes for teaching" کے الفاظ ہیں' جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سند تعلیمی و تدریسی مقاصد کے لئے ایم اے کے برابر ہے' عوامی نمائندگی اور قانون سازی کے لئے نہیں۔

اس ضمن میں سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ الیکشن میں بی اے کی شرط کا حاصل یہ تھا کہ ناخواندہ اور انگوٹھا چھاپ قسم کے پیشہ ور سیاستدان اسمبلی میں نہ آئیں' بلکہ یہ ایوان تعلیم یافتہ ارکان پر مشتمل ہو جو اسمبلی میں قانون سازی کے تقاضوں کو سمجھتے ہوں' جب یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے دینی سند کو ایم اے کے مساوی اور اس کے حاملین کو تعلیم یافتہ تسلیم کر لیا تو یہ سوال بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے کہ اس سند کا اجراء کن مقاصد کے لئے کیا گیا ہے۔ نیز اس منطق کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر وکلاء اور ایم اے سیاسیات کرنے والوں کے علاوہ کوئی بھی تعلیم یافتہ شخص اسمبلی کا ممبر بننے کا اہل نہیں رہتا۔ کون نہیں جانتا کہ ایم بی بی ایس کی ڈگری قانون سازی کے لئے نہیں پیشہ طب میں ابتدائی مہارت رکھنے پر دی جاتی ہے' انجینئرنگ میں ایم ایس سی کرنے والا دستور اور قانون کی پیچیدگیوں سے یکسر بے خبر ہوتا ہے' پھر یہ بھی سوال ہے کہ محض بی اے کرنے والے نے قانون سازی کی کون سی تعلیم حاصل کی ہے کہ اسے اس کا اہل قرار دیا جائے؟ اگر ڈاکٹر' انجینئر اور عام گریجویٹ قانون سازی کی تعلیم و تدریس سے لاتعلق ہونے کے باوجود صرف اس لئے اسمبلی کا ممبر بن سکتا ہے کہ وہ "تعلیم یافتہ" ہے تو علمائے دین آپ ہی کے اداروں کی مسلمہ سند رکھنے کے

باوجود تعلیم یافتہ شمار ہونے والوں کی صف سے کیسے نکل گئے؟ بلکہ اگر غور کیا جائے تو ارکان اسمبلی کے لئے دنیوی تعلیم یافتہ ہونے کی بجائے دینی طور پر تعلیم یافتہ ہونا زیادہ ضروری ہے' اس لئے کہ دستور پاکستان میں یہ صراحت موجود ہے کہ کوئی قانون سازی قرآن و سنت کے خلاف نہیں کی جاسکے گی۔

اس کا ضروری تقاضا ہے کہ تمام ارکان اسمبلی نہ صرف ضروریات دین سے باخبر ہوں' بلکہ قرآن و سنت کا ماہرانہ مطالعہ رکھتے ہوں تاکہ کوئی قانون سازی کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو' بلکہ تعصب سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو آئین کی اس شق کے تحت صرف علمائے کرام ہی اسمبلی کی رکنیت کے اہل قرار پاتے ہیں' اس لئے جو رکن اسمبلی بی اے ہو مگر قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو' وہ قرآن و سنت کے تقاضوں کو کب سمجھے گا؟ اور کیا قانون سازی کرے گا؟ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ جب ایک شخص کو عالم' فاضل' ماہر اور علم کی ایک شاخ کا ماسٹر تسلیم کر لیا گیا اور اسے تعلیمی اداروں' اسکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تدریس کا اہل قرار دے دیا گیا تو اسمبلی کی رکنیت کے لئے وہ کیونکر نا اہل ہے؟ دیکھئے کوئی گریجویٹ کالج یا یونیورسٹی میں تدریس کا اہل نہیں جبکہ وہ اسمبلی کا ممبر بن سکتا ہے۔ اس گریجویٹ کو تعلیم دینے والے اساتذہ "وفاق" کے سند یافتہ ہوسکتے ہیں تو یہ کس قدر غیر منطقی بات ہے کہ بی اے پاس شاگرد تو اسمبلی کی رکنیت کا اہل ہو مگر ایم اے پاس استاذ اہل نہ ہو؟ کیا یہ رائے واضح طور پر عصبیت اور جانبداری کی غماز نہیں؟

یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ ۱۹۷۳ء میں آئین کے مطابق "اسلامی نظریاتی کونسل" کا ادارہ تشکیل دیا گیا تھا' جس کا کام نفاذ اسلام کے لئے سفارشات کی تیاری اور قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی میں اسمبلی کی رہنمائی کرنا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے لئے زیادہ تر تبحر اور ماہر فن علمائے کرام کو نامزد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ریٹائرڈ جج اور سکالر وکلاء بھی اس کے ممبر ہوتے ہیں' تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب علمائے کرام اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر ہونے کی حیثیت سے اسمبلی کی رہنمائی کے اہل ہیں تو ممبر اسمبلی بننے کے لئے کیوں نااہل ہیں؟ بلکہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کو قانونی شکل دینے سے پہلے ایسے افراد کا غور وفکر اور مشاورت ضروری ہے جو کتاب و سنت کے اصولوں پر ہوں تاکہ قانون سازی صحیح خطوط پر ہوسکے۔ قرآن وسنت سے ناواقف ارکان اسمبلی پر "اسلامی نظریاتی کونسل" کی سفارشات کے ناقدانہ جائزہ کا بوجھ ڈالنا تکلیف مالا یطاق ہے اور اگر یہ بوجھ زبردستی ان پر ڈال دیا گیا تو اسلامائزیشن سے متعلق سفارشات کا جو حشر ہوگا وہ بھی چنداں پوشیدہ نہیں۔

معروضات کا حاصل یہ ہے:

۱:...... ملک کے مختلف دینی وفاقوں کی جانب سے جاری کردہ سند یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی منظور کردہ اور ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات کے مساوی ہے۔

۲:...... اس سند کو قابل قبول قرار دیتے ہوئے الیکشن کمیشن آف پاکستان ایسے تمام امیدواروں کو انتخاب میں حصہ لینے کا اہل قرار دے چکا ہے جو اس سند کے حامل ہیں۔

۳:...... جو سند تعلیمی وتدریسی مقاصد کے لئے قابل قبول ہے' وہ قانون سازی کے لئے بھی قابل قبول ہے۔

۴:...... پاکستان کے آئین کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے جبکہ صرف اسی سند کے حاملین قرآن و سنت سے واقفیت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔

۵:...... اگر ڈاکٹرز' انجینئرز اور دوسری پیشہ وارانہ تعلیم کے حاملین اسمبلی کے ممبر بن سکتے ہیں' جن کے پیشوں کا قانون سازی اور عوامی نمائندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو علمائے کرام اسمبلی کے ممبر کیوں نہیں بن سکتے' جن کا قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی سے براہ راست تعلق ہے' اس لئے کہ فقہ اسلامی قرآن وسنت کے قوانین ہی کا نام ہے اور علماء کرام کی زندگیاں اسی کی تدریس میں گزرتی ہیں۔

۶:...... "اسلامی نظریاتی کونسل" کی سفارشات کا جائزہ لینے کے لئے کتاب وسنت کے ماہرین کا اسمبلی میں ہونا ضروری ہے۔

آخر میں یہ گزارش بھی ملحوظ رہے کہ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں وزیر اعظم لیاقت علی خان اور تحریک پاکستان کے صف اول کے رہنماؤں کی موجودگی میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرارداد مقاصد پیش کرکے اور منظور کروا کر یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے طے کردیا ہے کہ پاکستان کا سپریم لاء قرآن وسنت ہے اور اس کے لئے ماہرین شریعت کی رہنمائی ناگزیر ہے۔ ہماری رائے میں سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے طے شدہ امور کو ملیا میٹ کرنے کی سوچ ملک وملت کے لئے حد درجہ ضرر رساں ہوگی' اس لئے حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنے سیاسی مخالفین کا مقابلہ کرنے کے لئے کھیل کے اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے فاؤل پلے نہ کرے کہ اس کا نتیجہ خود اس کے حق میں خوشگوار ثابت نہ ہوگا۔

☆☆............☆☆

قادیانی دنیا کے سامنے اسلام کی منفی تصویر پیش کر رہے ہیں

شفیلڈ برطانیہ (نمائندہ خصوصی) یورپ کے مسلمان عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ مغربی دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے تاکہ اسلام کے بارے میں پائے جانے والے منفی پروپیگنڈے کے اثرات کا خاتمہ کیا جاسکے۔ قادیانی دنیا کے سامنے اسلام کی منفی تصویر پیش کر رہے ہیں اور ان کے بے بنیاد پروپیگنڈے کا شکار ہو کر مغربی ممالک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہو چکے ہیں۔ مغربی ممالک کو براہ راست مقتدر مسلمان علمائے کرام کے موقف سے آگاہی حاصل کرنی چاہئے اور اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ یورپ کے مسلمان دنیا میں قیام امن کے خواہاں ہیں۔ علمائے کرام نوجوان نسل کو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات مہیا کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مفتی خالد محمود، مولانا منظور احمد الحسینی، حافظ اکرام، مولانا صاحبزادہ رشید احمد، صاحبزادہ سعید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد اور دیگر نے شفیلڈ میں کاروان ختم نبوت کے تحت منعقدہ اجتماعات میں شرکت کی۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ قادیانی پروپیگنڈے زیر اثر پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک کے بارے میں مغرب میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ان ممالک میں مذہبی عدم رواداری پائی جاتی ہے، حالانکہ اس کے برعکس غیر مسلم ممالک تو اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے وجود ہی کو برداشت کرنے کے روادار نہیں اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے خواہاں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان کسی صورت میں دیگر اقوام اور مذاہب کو اپنی مرضی سے جینے کا حق دیتے ہیں جو مذہبی رواداری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ قادیانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم ماننے کے عقیدے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، مسلمان آج انہیں یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنے اس عقیدہ کو ترک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مان لیں اور امت مسلمہ کا حصہ بن جائیں۔ انہوں نے یورپی ممالک پر زور دیا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اعتدال اور وسیع النظری کو اپنائیں اور انہیں کچلنے کی پالیسی ترک کردیں۔

یورپ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہو چکا ہے

بریڈ فورڈ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد، مولانا عزیز احمد، مفتی خالد محمود، مولانا منظور احمد الحسینی، حافظ اکرام، مولانا رشید احمد، صاحبزادہ سعید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد اور دیگر نے بریڈ فورڈ کے تین روزہ دورے کے آخری روز مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ یورپ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہو چکا ہے۔ مسلم امہ ہر قیمت پر دنیا میں نفاذ امن چاہتی ہے۔ قادیانی، امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ مسلمان اسلام کے نام پر دہشت گردی کی کسی صورت میں اجازت نہیں دیں گے۔ دنیا میں قیام امن اسلام کے زریں اصولوں کے نفاذ کے بغیر ناممکن ہے۔ مغربی دنیا میں بسنے والے مسلمان قیام امن کے لئے آگے آئیں۔

ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسلم ممالک اقوام متحدہ میں آواز اٹھائیں۔ قادیانی مغربی دنیا اور مسلم ممالک کے لئے ڈبل ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

اقوام متحدہ قادیانیوں کی جانب سے اسلام کے نام پر قادیانیت کے فروغ کا انسداد کرے

راچڈیل (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مفتی خالد محمود، مولانا منظور احمد الحسینی، حافظ اکرام، مولانا صاحبزادہ رشید احمد، صاحبزادہ سعید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد نے راچڈیل میں کاروان ختم نبوت کے تحت منعقد ہونے والے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ قادیانیوں کی جانب سے اسلام کے نام پر قادیانیت کے فروغ کا انسداد کرے۔ بین الاقوامی قوانین کے ذریعہ قادیانیوں کے اسلام کے نام کو استعمال کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔ یورپی یونین اسلام کی عالمگیریت کو تسلیم کرے۔ دنیا کے تمام ممالک مختلف مذاہب کے اسکالرز پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دیں جو دہشت گردی کے اسباب و عوامل کا جائزہ لے کر اس کے انسداد کی تجاویز پیش کرے۔ مسلمانوں پر دہشت گردی کا یکطرفہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے۔ اٹھارہویں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں مسلم اسکالرز "عقیدہ ختم نبوت، نزول مسیح" کے حقائق، اسلام کی عالمگیریت اور امن پسندی، یورپ میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات، قادیانیوں کے عالمی دہشت گردی میں ملوث ہونے کے ثبوت جیسے حساس موضوعات پر انتہائی اہم انکشافات کریں گے۔

فرما گئے یہ ہادی — لا نبی بعدی

بمقام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۴ھ بمطابق 4 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2003ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: **شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان**

فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/51422

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب علیہ وسلم صلی اللہ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی واصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

- خریدار بنیئے — بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے